سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۲۵
نورِ ہدایت اور اُس کی علامات
حصہ اوّل
عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
زیرِ سرپرستی: یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ
042-6370371
042-6373310
جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور پوسٹ بکس نمبر 2074 پوسٹ کوڈ نمبر 54000
ناشر: انجمن احیاءُ السنہ رجسٹرڈ نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر 54000
042-6861584, 6851774

نورِ ہدایت اور اسکی علامات
(حصہ اوّل)
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
زیرِ سرپرستی:
یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور
ناشر:
انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

سلسلہ اشاعت دعوۃ الحق ۲۵

نام کتاب ——— نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اول)

تصحیح کتابت ——— حافظ سہیل احمد عثمانی (ایم اے) / حافظ محمد یونس (ایم ایس سی)

واعظ ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر ——— انجمن احیاء السنۃ نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔

اشاعت چہارم ——— شوال المکرم ۱۴۲۰ھ

ملنے کے پتے

شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس

گلشنِ اقبال، بلاک نمبر2، پوسٹ بکس نمبر 11182، کراچی 47 ۔ فون: 461658

● ڈاک کے ذریعہ مواعظ کی ترسیل صرف ان پتوں سے ہوتی ہے

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ——— پوسٹ بکس نمبر: 2074

جامعہ مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، لاہور ——— فون: 6370371- 6373310

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر 54920

فون: 6861584 - 6551774

نگرانِ اشاعت

عبدالمقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۳۲۔ راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ فون: 6861584 - 6551774

فہرست

نزولِ سکینہ بر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو سُن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

اِس میکدۂ غیب سے کیا جام ملا ہے
ہے دُور مجھ سے دوستو دُنیائے تفکّر

عرضِ مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء کو امریکہ تشریف لے جاتے ہوئے عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے جناب مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر تقریباً دو ہفتہ انگلینڈ میں قیام فرمایا تھا اور مجلس دعوۃ الحق (یو کے) کے اجتماع سے جامع مسجد الفصیل لیسٹر میں خطاب فرمایا تھا جس کو سُن کر وہاں کے احباب علما و عوام سب نہایت مسرور ہوئے اور جامع مسجد الفصیل لیسٹر کے امام صاحب مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم نے جو اپنے بزرگوں کے متوسلین میں ہیں اور لیسٹر کے معزز و معروف بزرگ ہیں اس وعظ کی نہایت قدر دانی فرمائی اور فرمایا کہ میں اٹھارہ سال سے اس مسجد کا امام ہوں لیکن برطانیہ کی سرزمین پر میں نے ایسا مدلل عاشقانہ بیان نہیں سُنا اور مولانا موصوف نے وعظ کو طبع کرنے کی پیشکش فرمائی اور اس کی طباعت کے جملہ مصارف کا انتظام فرمایا۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ۔ حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب خلیفہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس کو ٹیپ سے ضبط فرمایا اور ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب کے نام سے یہ وعظ پہلی بار مجلسِ دعوۃ الحق (یو کے) کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ اس کی اشاعتِ ثانی خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی جانب سے ہوئی اور ڈربن (جنوبی افریقہ) سے اس کا

انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ شرف قبول عطا فرمائیں۔

اس سفر کے دوران ہی برطانیہ کا دوسرا سفر زیادہ وقت کے لیے کرنے کی درخواستوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی حضرات نے سفر کے جملہ مصارف قبول کرنے کی پیشکش کی۔ لندن سے حضرتِ والا امریکہ اور کینیڈا تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً ایک ماہ قیام رہا۔ واپسی کے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم وقتاً فوقتاً بذریعہ خطوط اور ٹیلیفون حضرتِ والا کو برطانیہ تشریف لانے کی دعوت دیتے رہے اور وہاں کے احباب کے شوق اور تڑپ کا اظہار فرماتے رہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کی دعوت پر اس سال ستمبر ۱۹۹۵ء میں حضرتِ والا نے برطانیہ کا دوسرا سفر فرمایا اور تقریباً تین ہفتہ قیام فرمایا اور مختلف شہروں کا دورہ فرمایا جس سے خواص و عوام سب کو عظیم نفع ہوا۔

پیشِ نظر وعظ نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اوّل) حضرت مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم کی فرمائش پر مؤرخہ ۲۰، ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷، ستمبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر بوقت دو بجے دوپہر جامع مسجد الفیصل لیسٹر میں ہوا جس میں دُور اور قریب کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قرآن پاک کی آیت سے نورِ ہدایت اور اس کی علامات کی تفسیر حضرتِ والا نے نہایت سوز و درد اور اپنے خاص محبت و کیف آفریں انداز میں فرمائی کہ مجمع پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ بیان کے بعد حضرت مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آج کے بیان میں تو لوگوں کو ہوش ہی نہیں تھا کہ ہم کہاں ہیں، گویا کسی اور ہی عالم میں تھے اور فرمایا کہ بیان کے بعد مسجد کے دروازہ پر آ کر مجھے احساس ہوا کہ میں

مسجد میں ہوں اور اس مسجد کا امام ہوں اور مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس وعظ کو بھی طبع ہونا چاہیے اور خود ہی اس کا نام نُوْرُ الْهِدَايَةِ وَعَلَامَاتُهٗ تجویز فرمایا اور اس کے مصارف کے انتظام کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

اگلے دن بعد مغرب مسجد نور لیسٹر میں حضرتِ والا کا بیان تجویز تھا۔ چناں چہ مورخہ ۲۲؍ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۸؍ ستمبر ۱۹۹۵ء بعد مغرب سات بجکر پچاس منٹ پر مسجد نور لیسٹر (انگلینڈ) میں حضرتِ والا نے جو بیان فرمایا اس میں نورِ ہدایت کی مزید عارفانہ و عاشقانہ تشریح فرمائی اور مثنوی مولانا رومی کی تمثیلات سے مزید وضاحت فرمائی جس سے مضمون اور زیادہ رنگین و سنگین ہوگیا جس کے ایک ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو اور جذبِ الٰہیہ کی برقی رَو محسوس ہوتی ہے لہٰذا اس وعظ کو حصہ دوم کے طور پر منسلک کردیا گیا اور دونوں وعظ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال کراچی سے ایک ساتھ شایع کیے جارہے ہیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○۔

احقر سید عشرت جمیل ملقب بہ میر عفا اللہ عنہ
خادمِ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال ۲؍ کراچی۔

نُورُ الْهِدَايَةِ وَعَلَامَاتُهٗ

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

(پارہ ۸ سورۃ انعام آیت ۱۲۵)

حضراتِ سامعین! پچھلے سال اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس مرتبہ پھر مولانا محمد ایوب صاحب جو مجلس دعوۃ الحق لیسٹر کے بانی ہیں انہوں نے مجھے خط لکھا اور بار بار ٹیلیفون کیا کہ اس وقت پھر لندن کا سفر کر لیا جائے۔ مَیں نے مولانا سے عذر کیا تھا کہ اس وقت فرانس کے جزیرہ ری یونین میرا جانا ضروری ہے۔ بعض وجوہ سے وہاں کا سفر ملتوی ہوا اس لیے آپ حضرات کی خدمت کو غنیمت سمجھ کر بلکہ مالِ غنیمت سمجھ کر مَیں پھر حاضر ہو گیا ہوں۔ دوستوں کی ملاقات کیا مالِ غنیمت سے کم ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو میرے مُرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت نقل کیا کرتے تھے کہ جب سے مجھے یہ خبر ملی کہ جنّت میں دوستوں کی ملاقات ہو گی مجھے جنّت کا شوق بڑھ گیا اور کیوں نہ ہو دوستوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے بھی جنت سے مُقدّم

بیان فرمایا ہے۔ دیکھئے قرآنِ پاک سے استدلال ہے۔

اہلُ اللہ سے محبت اللہ کی محبت کی دلیل ہے

میرے شیخ اس کو بیان کر کے بہت مست ہو جاتے تھے کہ جو لوگ اہلُ اللہ کی ملاقات کے حریص اور مشتاق ہوتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کے صحیح عاشق ہیں۔ اگر کوئی کباب والے سے عشق کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عاشق کباب بھی ہے۔ اگر کسی کو شامی کباب سے دلچسپی ہے تو جب گلی میں یا بازار میں آواز آئی کباب والا! تو اس کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ کیا کہتا ہے ؎

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

ارے یہ میرے دوست کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ کباب دوست ہے اُس کا۔ اسی طرح جو اللہ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ والوں سے عشق ومحبت لازمی ہے۔

جنت پر اہلُ اللہ کی فضیلت کی دلیلِ منقول

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب جنت میں داخلہ ملے گا تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے یہ حکم ہوگا کہ میرے خاص بندوں سے ملو، میرے عاشقوں سے ملو۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے خاص بندوں سے ملاقات کرو۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ (پارہ ۳۰، سُورۂ فجر) اور جنت کا درجہ بعد میں ہے۔ پہلے اہلُ اللہ کا درجہ ہے، پہلے اللہ والوں سے ملو جو میرے خاص بندے ہیں۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ میں یائے تخصیصی کا راز

اور یائے تخصیصی کیوں لگائی؟ کیوں کہ دُنیا میں یہ میرے خاص ہو کر رہے۔ نفس و شیطان کی غلامی سے نکل کر، معاشرہ اور سوسائٹی سے نکل کر خاندانی اور صوبائی اور ملکی اور بین الاقوامی تہذیب اور روایات کو توڑ کر انھوں نے ہماری شریعت کے احکام پر اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنّت پر زندگی گذاری اس لیے دنیا میں بھی یہ ہمارے خاص تھے اور آج یہاں بھی یہ ہمارے خاص ہیں اسی لیے ہم نے یائے خصوصیت کی لگا دی فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ۔ کہ جاؤ وہ میرے خاص بندے ہیں پہلے ان سے ملو۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ جنّت سے زیادہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی۔ جو چیز پہلے بیان کی جاتی ہے اس کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ اللہ والوں کو درجۂ اوّلین میں رکھا اور جنّت کو درجۂ ثانوی میں رکھا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ علم

اس پر حضرت نے عجیب دلیل بیان فرمائی۔ حضرت بہت بڑے عالِم تھے کہ دیوبند کی صدر مدرسی کے لیے حضرت حکیمُ الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا انتخاب فرمایا تھا جب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ حضرت کے علوم عجیب و غریب تھے

اہلُ اللہ کی فضیلت کی دلیلِ معقول

فرمایا کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کو جنّت پر فضیلت کیوں دی اس کا راز کیا ہے؟ اس کا استدلال

عقلی تھنا عجیب و غریب فرمایا کہ عقلی دلیل یہ ہے کہ جنّت مکان ہے' اللہ والے اس کے مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ کیا دلیل ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ!

یہاں بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے ذوقِ سلیم عطا فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ سے جن کو عشق و محبت ہے وہ اللہ والوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ بھی دیوانہ ہے اللہ کا اور اس پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب و غریب دلیل پیش کی ہے اور یہ مولانا رومی کون ہیں؟ آٹھ سو برس پہلے کے بزرگ' مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کہنے والے' سلطان خوارزم کے سگے نواسے' بادشاہ کا سگا نواسہ لیکن اپنی عزت و جاہ کو اللہ پر فدا کر کے اپنے پیر و مرشد شمس الدین تبریزی کا بستر سر پر رکھ کر گلی در گلی شہروں میں اور صحراؤں میں پھرتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت سکھا دو۔ پہلے پانچ سو علماء ان کے پیچھے چلتے تھے لیکن سب علماء سے کہدیا کہ میرا اسلام لو اور کچھ دن مجھے اللہ کی محبت سیکھنے دو۔ یہ جاہ مانع ہے اللہ سے۔ بہت سے لوگوں کا دل کہتا ہے کہ میں فلاں اللہ والے سے اللہ کو پا سکتا ہوں لیکن جاہ مانع ہے کہ لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ بھی پیری مریدی کے چکر میں آگئے۔ میں اپنے یہاں مزاحاً کہتا ہوں کہ جو اس کو چکر سمجھتا ہے اختر بھی اس کے چکر میں نہیں آتا ؎

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آئے

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے اِدھر اور بچشم و بسر آئے

اللہ کے دروازے

میں دوستوں سے یہی کہتا ہوں کہ اللہ والے اللہ کے دروازے ہیں۔ آپ دروازوں کے سائز نہ ناپئے ورنہ آپ اللہ سے محروم رہیں گے یہ مت دیکھئے کہ حکیم الامت اور بڑے بڑے علماء اور اولیاء اللہ تو چلے گئے آج کل کے مرشدین تو سٹر پٹر، کنڈم ناقابل ریفرینڈم ہیں ان کے پاس جانے سے کیا ملے گا، دروازوں کو مت دیکھو، دروازوں کا انتقال ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ وہی زندہ حقیقی موجود ہے جو دروازوں کے ذریعہ عطا فرماتا ہے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے دروازے سے ایک ایک ہزار روپیہ دیا، پچاس پچاس پونڈ دیا اور چھوٹے دروازہ سے کسی کو اشارہ کیا اور اس چھوٹے دروازہ سے دس ہزار پونڈ دے دیا۔ بس جس کو جس دروازہ سے خدائے تعالےٰ کو صاحبِ نسبت بنانا ہے اس دروازہ سے ہی وہ چیز مل جائے گی۔ آپ دروازوں کو مت ناپئے۔ مشائخ میں تقابل اور تفاضل مت کیجئے۔ بس یہ دیکھئے کہ اس دروازہ کا رابطہ دینے والے سے ہے یا نہیں؟ یہ اللہ کا دروازہ ہے یا نہیں؟ اس دروازہ کو اللہ سے رابطہ ہے یا نہیں؟

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے

رابطہ پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا۔ جب کبھی آپ کو کوئی غم آجائے کیونکہ دُنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس کو کبھی کوئی غم نہ آئے بڑے بڑے پیاروں کو، اللہ کے مقبولین کو غم آتا ہے لیکن غم کا علاج حدیث میں ہے

کہ نماز حاجت پڑھو اور اللہ سے رو لو۔ بچہ کو غم ہو ابا سے رو لے، بندہ کو غم ہو ربّا سے رو لے۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فُغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

زمین سے کیا مُراد ہے؟ ہم مٹی کے انسان ہیں۔ جب کوئی کام ہو تو اللہ سے رابطہ کرو بھائی! آہ و فُغاں و گریہ و زاری کے ذریعہ ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فُغاں سے

آہ اور اللہ کا قرب

اور آہ کو اللہ سے خاص قرب ہے۔ زور سے کھینچ کر کہتے اللہ! اللہ! ہماری آہ کو اللہ نے خریدا ہوا ہے، اپنے نام کے ساتھ ملایا ہوا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ ہمارا اللہ اللہ ہے۔ باطل خداؤں کے نام میں ہماری آہ نہیں ہے۔ لے لو ان کے نام۔ نمرود۔ ہے اس میں آہ؟ فرعون۔ ہے اس میں آہ؟ شدّاد۔ ہے اس میں آہ رام چندر، گرونانک، جتنے باطل خدا دُنیا میں ہُوئے کسی میں ہماری آہ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کمالِ قدرت یہ ہے کہ کسی باطل خدا ظالم کو یہ سوجھی ہی نہیں کہ وہ اپنا نام اللہ رکھ لے۔ حق تعالےٰ کی طرف سے یہ تکوینی تحفّظ ہے۔

تو دوستو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے شیخ و مُرشد نے فرمایا کہ جس کو اللہ سے محبّت ہوتی ہے اس کو اللہ والوں سے ضرور محبت ہوتی ہے۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال دیکھئے۔ وہ واقعات اور قصص میں بڑے بڑے مشکل مضامین کو حل فرما دیتے ہیں۔

ایک واقعہ سے مناسبتِ روحانی پر استدلال

فرمایا کہ حکیم جالینوس کا جنگل کی طرف

صبح کے وقت ٹہلنے کا معمول تھا۔ بزرگوں کا ارشاد ہے صبح کی ہَوا لاکھ روپے کی دوا۔ خود حکیمُ الامّت مجدِّدُ الملّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صبح کو جنگل میں ٹہلتے تھے۔ قرآن پاک کے پانچ پارے تھانہ بھون کے جنگل میں ٹہلتے ہُوئے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کچھ ملنا ہوتا ہے اسی جنگل میں پا جاتا ہوں یعنی علوم وہیں القاء ہو جاتے ہیں کیونکہ جنگل میں گناہ نہیں ہوتے آبادی میں گناہ ہوتے ہیں وہاں صاف ستھری پاکیزہ فضا میں علوم عطا ہو جاتے ہیں، وہیں سب کچھ مل جاتا ہے۔

تو حکیم جالینوس ہَوا خوری کے لیے ٹہلنے نکلا۔ راستہ میں اس کو ایک پاگل ملا۔ جالینوس کہتا ہے کہ اس پاگل نے مجھے آنکھ ماری، چشم زد و قہقہہ کرد۔ آنکھ ماری اور زور سے ہنسا۔ حکیم جالینوس فوراً واپس آیا اور دواخانہ میں اپنے ملازم سے کہا کہ میں جو پاگلوں کو دَوا دیتا ہوں آج مجھے بھی ایک خوراک فوراً کِھلا دو۔ عطار نے کہا کہ حضور ابھی تو آپ بالکل خیریت سے گئے ہیں۔ پاگل ہونے میں کچھ منازل ہیں، کچھ اُبھر تے ہیں وہ جو بد حواسی کی علامتیں ہیں، پاگل ہوتا ہے!

ایک صاحبِ جذب کا لطیفہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا پاکستان کے شہر ٹیکسلا میں

میرے ایک خلیفہ حکیم امیر احمد صاحب مرحوم بڑے صاحبِ جذب، صاحبِ نسبت تھے۔ اللہ کی یاد میں بہت روتے تھے۔ وہ میرے ساتھ سفر کر رہے تھے وادیٔ کاغان کا۔ پہلے بالاکوٹ آیا۔ مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر میں نے حاضری دی میں نے اللہ سے دُعا کی کہ یا اللہ یہ وہ شخص ہے، شاہ

ولی اللہ کا پوتا، ناز و نعمت کا پلا ہوا، دہلی کے بڑے بڑے رئیس اور تاجر جس کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا جا رہا ہے۔ ایسا ناز و نعمت کا پلا ہوا اور معزز شخصیت دہلی سے آکر بالاکوٹ کے پہاڑوں کے گھاس اور تنکوں پر اپنا خون بہا دیا۔ وہاں ایک مصرعہ بھی لکھا ہوا ہے کہ۔

خون خود را بر کہہ و کہسار ریخت

یہ اسمٰعیل شہید وہ شہید ہے کہ جس نے بالاکوٹ کے پہاڑوں کے گھاس اور تنکوں پر اپنے خون کو بکھیر دیا۔ شاہ ولی کے پوتے کا خون اس بالاکوٹ کے پہاڑوں کے دامن کے گھاس اور تنکوں پر اللہ کی محبت میں بہہ گیا۔

خون خود را بر کہہ و کہسار ریخت

وہاں سے جب ہم آگے چلے تو وہاں کا سفر ایسا ہے کہ ایک طرف دو ہزار فٹ کی گہرائی اور ایک طرف پہاڑ کا دامن۔ وہاں اگر موٹر گرتی ہے تو کوئی بچتا نہیں اور حکیم امیر احمد صاحب کو حال آجاتا تھا اور حال میں ان کی آواز نکلتی تھی یا رب! یا رب! یا رب!۔ اب ان کو حال شروع ہو گیا اور وہ ڈرائیور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے حکیم صاحب سے کہا کہ اگر آپ کے اس حال کی وجہ سے یہ ڈرائیور بے حال ہو گیا اور وہ اِن نعروں سے گھبرا گیا اور موٹر دو ہزار فٹ نیچے گر گئی تو ہم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا۔ آپ تو مجھے آدھے پاگل معلوم ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں اتنے دنوں سے آپ کے ساتھ ہوں اور میں آدھا ہی پاگل ہُوا۔ ارے ابھی تک مَیں پُورا پاگل نہیں ہُوا۔ مَیں نے کہا کہ دیکھو یہ عجیب پاگل ہے پاگل ہونے کا اس کو اتنا شوق ہے کہ آدھا پاگل ہونا اس کو ناگوار ہے کہ میں اللہ تعالےٰ

کا پورا پاگل کیوں نہیں ہوا؟

دلیلِ ولایت وجد و حال نہیں بلکہ تقویٰ ہے

اب حال پر بھی ایک بات عرض کر دوں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس کو حال آجائے وہ بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ یاد رکھئے کہ ولی اللہ وہی ہے جو شریعت اور سُنّت پر عمل کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے جس کو دیکھو ہر سال حج اور عمرہ کرتا ہے اور ہر وقت تسبیح ہے اس کا تقویٰ دیکھو کہ کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے۔ وہ آیت یہ ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ (انفال ۳۴) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! سُن لو کہ میرا ولی وہی ہے جو مجھے ناراض نہیں کرتا گناہ سے بچتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر وقت تسبیح اور خوب رونا گانا لیکن جب لندن کی سڑکوں پر چلئے لیسٹر ہو کہ مانچسٹر ہو وہاں اس کا ٹیسٹر دیکھو کہ کہاں کہاں ٹیسٹ کر رہا ہے؟ حرام ذائقہ لے رہا ہے؟ کس میم کو اور کس امرد انگریز کو یہ شخص دیکھ رہا ہے۔ تب پتہ چلے گا کہ اس کے قلب میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی محبّت اور عظمت ہے۔ وہاں یہ آیت یاد رہے کہ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ۔ اپنی نگاہوں کو ایمان والے نیچی کر لیں۔ وہاں بخاری شریف کی یہ روایت یاد رہے کہ زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ۔ (کتاب الاستیذان) نظر بازی کرنا اور نظر کی حفاظت نہ کرنا، کسی کی بہو بیٹی اور کسی کی وائف کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ آج اسی کا عذاب ہے کہ جس کو دیکھو نیند نہیں آرہی ہے، جن کے ٹیسٹر آزاد ہیں ان مسٹروں کو نیند نہیں آرہی ہے، ویلیم فائیو کھا رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ کیوں دیکھی کسی کی وائف کہ کھانی پڑی ویلیم فائیو۔ کیوں دیکھا؟ اپنی بیوی پر صبر کرو۔

اس سے بڑھ کر کوئی لیلیٰ نہیں جو بدست مولیٰ ملی ہو۔ دوستو! اس کو درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں کی قدر کرلو۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ تہجد و اشراق و تسبیحات و حج اور عمرہ دلیلِ ولایت نہیں ہے دلیلِ ولایت تقویٰ ہے۔ جو شخص اپنی خلوتوں میں اللہ والا ہو، بازاروں میں اور سڑکوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اپنے اوپر غالب رکھتا ہو، وہ ولی اللہ ہے۔

نظر کی سرحد اور دل کے دارالخلافہ کی حفاظت

نظر کی اور دل کی یہ دو حفاظت

کر لیجئے اور ولی اللہ ہو جائیے۔ اختر اس بات کو علماء کے محضر میں پیش کر رہا ہے کہ سلطنت کی حفاظت دو طرف سے ہوتی ہے۔ سرحد سے اور دارالخلافہ یعنی کیپیٹل سے۔ اللہ تعالیٰ نے سرحد اور دارالخلافہ دونوں کی حفاظت کا حکم نازل کیا یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ۔ ہم تمہاری آنکھوں کی سرحدوں سے باخبر ہیں۔ اگر تم نے خیانت کی تو سرحد سے دشمن آجائے گا، غیر اللہ آجائے گا تمہارا لا الٰہ کمزور پڑ جائے گا پھر الا اللہ سے محروم ہو جاؤ گے اور دوسرا کیا ہے۔ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (پارہ ۲۴ سورۂ مومن ۱۹) اور اللہ تمہارے سینہ اور دل کے رازوں سے باخبر ہے کہ تمہارے ہاتھ میں تسبیح اور دل میں معشوقوں کا خیال موجزن ہے۔

بس یہ دو حفاظت کر لے۔ آنکھ کو بچا لے اور دل کو بچا لے گندے خیال نہ لائے، پچھلے گناہوں کا مزہ بھی نہ لوٹے۔ شیطان بڑا زبردست ٹیچر ہے اور بروز سنیچر خاص فیچر دکھاتا ہے کیونکہ دیکھتا ہے کہ یہ مُلّا ہو گیا، داڑھی رکھ لی، بزرگوں سے تعلق ہے اب یہ گناہ نہیں کرے گا تو پچھلے گناہوں کا نقشہ اس کو دکھاتا ہے

اور کہتا ہے کہ اب تم ان گناہوں کا مزہ لو جو ماضی میں کیے تھے اس لیے قصداً پرانے گناہوں کے خیالات، اللہ کی نافرمانی سے مزہ لینا حرام ہے۔ پچھلی ہو یا اگلی ہو۔ تو ماضی کے گناہوں کا خیال بھی نہ لائیے۔ بس دو حفاظت کا نام خانقاہ ہے، دل کی حفاظت اور آنکھوں کی حفاظت جسے یہ دو باتیں حاصل ہوگئیں تو سمجھ لو کہ ان شاء اللہ خانقاہ کا حاصل اسے مل گیا۔ جس نے آنکھوں کو نہ بچایا تو سرحد سے غیر اللہ داخل ہوگیا، جب غیر اللہ ہوگا تو اللہ کیسے ملے گا اور جس نے دل میں گندے خیالات پکائے اس کا دارالخلافہ اور کیپٹل خطرہ میں پڑ گیا۔

شیخ سے فیض یافتہ ہونے کی علامات

اس لیے دوستو اگر کسی مرید کو دیکھنا ہو کہ یہ اپنے شیخ کے ساتھ اتنے زمانہ سے ہے، اس کو اپنے شیخ و مرشد سے کتنا فیض حاصل ہوا تو اس کی تہجد اور اشراق مت دیکھو، اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ جب یہ مخلوق میں مخلوط رہتا ہے تو پھر وہ کتنا اللہ کو یاد کرتا ہے پھر اس کا ٹیسٹر دیکھو کہ حرام مزے تو نہیں ٹیسٹ کر رہا ہے؟ اس مسٹر کی ٹرمس ہوتی کہ نہیں اور چسٹر پہنے ہو تو مانچسٹر میں اس کو آزماؤ کہ یہاں یہ نظر بچاتا ہے کہ نہیں؟ اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنیادِ ولایت تقویٰ پر رکھی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تقویٰ حاصل کرو گے تو میرے ولی بن جاؤ گے۔ اور تقویٰ نہیں پاسکتے ہو مگر صاحبِ تقویٰ کی صحبت سے۔

صادق اور متقی کی نسبتِ تساوی پر دلیل بالنص

اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (پارہ ۱۱، توبہ ۱۱۹) صادقین بمعنی متقین ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پارہ ۲، بقرۃ ۱۷۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صادقون اور متقون بالکل ایک ہیں، کلی متساوی ہے۔

صادقین نازل ہونے کا راز

پھر صادقین کیوں نازل فرمایا؛ جب مفہوم ایک ہی ہے صادقین اور متقین دونوں مساوی ہیں تو اللہ نے صادقین کیوں نازل فرمایا، اور متقین سے کیوں صرفِ نظر فرمایا؛ اس کا راز میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے عطا فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ متقی نہ ہو کاذب ہو اور تم کاذبین کا دامن پکڑ لو اس لیے صادقین نازل فرمایا کہ جو صادق فی التقویٰ ہو تقویٰ میں سچا ہو اس کی جلوت اور خلوت کو دیکھو۔ جس مرید کو دیکھنا ہو کہ اس نے اپنے شیخ سے کتنا فیض حاصل کیا اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ یہ اپنی نگاہوں کی کتنی حفاظت کرتا ہے، اگر اس کے قلب میں اللہ کی عظمت ہے تو ان شاء اللہ غیر اللہ کو نہیں دیکھے گا۔ آپ بتائیے کہ اگر شیر ساتھ ہو تو کیا وہ لومڑیوں اور بندروں سے دل لگائے گا جب کہ شیر راستہ میں کہتا بھی ہو کہ دیکھو بندر کو نہ دیکھنا۔

ایک جعلی پیر کے فریب کا واقعہ

بندر پر ایک واقعہ یاد آیا کہ بلوچستان میں ایک جعلی پیر نے ایک شخص سے کہا کہ تم مجھے دس ہزار روپیہ دے دو اور میرے یہاں کرسی میز لگا دو تو تم جس پوسٹ پر ہو میں اس سے ترقی کی تعویذ دبا دوں گا اور

تم کو ترقی مل جائے گی۔ وہ بے چارہ بے وقوف تھا۔ بعد میں تو لُٹ لُٹا کر پٹ پٹا کر میرے پاس آیا۔ دس ہزار دے دیا اور اس کے بعد جس پوسٹ پر تھا اس سے اور نیچے گر گیا۔ اس نے جعلی پیر سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا میرا دس ہزار واپس کرو تو اس نے کہا کہ میں نے جو تم کو ایک وظیفہ دیا تھا تو میں نے ایک شرط لگائی تھی کہ جب یہ وظیفہ پڑھنا تو بندر کا خیال مت کرنا۔ قرآن سر پر رکھ کر سچ سچ بتاؤ کہ تم کو بندر کا خیال آیا تھا کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ اگر تم منع نہ کرتے تو کبھی خیال نہ آتا۔ ظالم تیرے منع ہی کرنے سے جب میں نے تسبیح پکڑی اور سامنے بندر۔ اگر آپ کسی کو منع نہ کریں تو زندگی بھر کسی کو خیال نہیں آئے گا لیکن اگر آپ اس کو بتا دیں کہ یہ وظیفہ پڑھتے وقت بندر کا خیال نہ کرنا تو ضرور آئے گا۔ تو یہ جعلی پیر اس طرح ٹھگتے ہیں کہ قصور اسی کا کر دیا کہ تم نے چونکہ بندر کا خیال کیا اس لیے وظیفہ نے اثر نہیں کیا۔

تو ہمارے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جن کی زیارت مولانا محمد ایوب صاحب نے بھی کی ہے، جو میرے شیخ کے خلیفہ بھی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت سے نوازا ہے وہ اپنے منہ سے تو نہیں بتائیں گے اس لیے بتا دیا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا خلیفہ اختر بھی ہے اور مولانا محمد ایوب صاحب سورتی بھی۔ اور یہ اس لیے بتا رہا ہوں تاکہ ان کی اس نعمت کا شُہرہ ہو جائے اور مخلوق کو اِستفادہ آسان ہو۔ اور ترکیشور میں انھوں نے بہت عرصہ حدیث پڑھائی ہے اور لیسٹر میں مجلس دعوۃ الحق کی بنیاد ڈالی اور میں وہیں ٹھہرا ہُوا ہوں۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ بھی تھے۔ میں ان سے بیعت بھی ہُوا تھا۔ میں نے تین دریاؤں سے پانی پیا ہے کوئی سنگم ہوتا ہے اور کوئی تربینی ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان تین دریاؤں کا پانی آپ اس فقیر سے ان شاء اللہ پییں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور سب سے پہلے میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب ہی کے پاس تھا کیوں کہ طبیہ کالج الہ آباد میں جب میں حکیم بن رہا تھا تو روزانہ ان ہی کی صحبت میں جا کے بیٹھ جاتا تھا۔ بزرگوں سے عشق و محبت اور اللہ والوں کی تلاش تو مجھ کو تھی کہ اللہ ملے گا تو صرف اللہ والوں ہی سے ملے گا۔ مٹھائی کس سے ملتی ہے؟ مٹھائی والوں سے اور کباب، کباب والوں سے اور آم، آم والوں سے۔ بس سمجھ لیجئے کہ اللہ اگر حاصل کرنا ہے تو کسی اللہ والے کے ساتھ رہئے مگر اس کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ وہ جو مشورہ دے اس پر عمل بھی کرو۔

بزرگی کا معیار

خیر تو حضرت نے جو شعر پڑھا اس کے معنی یہ تھے کہ بعض بے وقوف لوگ صاحبِ حال کو ولی اللہ سمجھتے ہیں کہ بس کودنے لگے، خوب چلائے، نعرہ مارے۔ نعرہ لگایا اور وہ سمجھے کہ بس یہ تو عرشِ اعظم پر رہتا ہے چاہے اس کی زندگی سُنّت کے خلاف ہو۔ یہ دیکھو کہ ٹیڈیوں کو دیکھ کر نظر بچاتا ہے کہ نہیں۔ اختر یہ کہتا ہے کہ کسی کی بزرگی دیکھنا ہو تو سڑکوں پر دیکھو، جس صوفی اور جس مولوی اور جس پیر کو دیکھنا ہو تو اس کا تقویٰ دیکھو کہ نمکیاتِ لیلائے کائنات سے احتیاط کرتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ

نمکیاتِ لیلائے کائنات سے نظر بچاتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کے قلب کے اندر خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہے۔ کوئی سورج کی ہم نشینی کا دعویٰ کرے کہ میں سورج کا دوست ہوں اور ستاروں پر فریفتہ ہوجائے تو اس کا یہ ستاروں پر فدا ہونا دلیل ہے کہ یہ جلیسِ خورشید، ہم نشینِ سورج اور مصاحبِ آفتاب نہیں ہے۔ مُردہ لاشوں پر فدا ہوجانا اور ان کے رنگ اور ڈسٹمپر کو دیکھ کر خلافِ راہِ پیغمبر چلنا دلیل ہے کہ اس شخص کا قلب محروم ہے۔ اگر اللہ کی محبت کا جھنڈا اس کے قلب پر لہرایا ہوتا تو یقیناً یہ نگاہ نیچی کرلیتا کہ میرے اللہ کا یہ حکم ہے۔ اسی لیے جگر مُرادآبادی نے کہا ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے وہ کہیں مغلوب نہیں ہوسکتا۔ نفس کی کیا حقیقت ہے۔ نفس و شیطان سب اللہ والوں کے سامنے مغلوب ہوجاتے ہیں

مُصاحبِ اہل اللہ پر تقویٰ کی زیادہ ذمّہ داری ہے

دوستو! اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو تو اور زیادہ محتاط رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اتنی اچھی صحبتوں میں بھی یہ ظالم اپنی بدمعاشیوں سے باز نہیں آتا، نظر کی خباثتوں سے باز نہیں آتا۔ اس کو تو بہت زیادہ محتاط ہونا چاہیے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ کی نعمت سے نوازا ہے نعمت پا جانے کے بعد نعمت دینے والے کا شکر یہ اور زیادہ ہوجاتا ہے

یا نہیں ؛ اس کو ایک نعمت حاصل ہے۔ وہ کیا ہے ؛ صحبتِ صالحین۔

شکرِ حقیقی اور اس کی دلیل قرآنِ پاک سے

اس نعمت کا شکریہ کیا ہے ؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شکریہ تو ادا کرتا ہوں کہ اللہ تیرا شکر ہے، اللہ تیرا شکر ہے۔ لیکن شکرِ حقیقی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ۔ اے اصحاب بدر، اے بدر کی جنگ لڑنے والے صحابہ! تمہاری مدد کی خدائے تعالیٰ نے اور تم کو فتح عطا فرمائی۔ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ یہ جملہ حالیہ ہے حالانکہ تم بہت کمزور تھے فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس تم میری نافرمانی مت کرنا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (پ۴، سورۂ آلِ عمران ۱۲۳) تاکہ تم شکر گذار بندے بن جاؤ۔ بس اختر اس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہے کہ اصلی شکر گذار وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑ دے، حرام کھانا چھوڑ دے، حرام نظر چھوڑ دے، جتنے بھی گناہ ہیں سب سے توبہ کرلے۔ انہی میں ایک یہ بھی ہے کہ داڑھی ایک مُشت رکھ لے۔ دیکھیے حوالہ دیتا ہوں ؎

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

داڑھی رکھنے کی ترغیبِ عاشقانہ اور تازیانہ محبت

یہ بتایئے

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مُبارک پر داڑھی تھی کہ نہیں۔ تو اگر ہم اپنے نبی کی شکل نہ بنائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ تم کو میری شفاعت چاہیے ؟ کہے گا کہ جی ہاں آج گنہگاروں

کے لیے تو آپ ہی کی شفاعت کا سہارا ہے اور آپ نے سوال کر لیا کہ تو نے میری شکل میں کیا عیب پایا کہ ظالم تو نے ساری دنیا کی شکلیں بنائیں اور میری شکل نہیں بنائی تو کیا جواب دو گے؟ بتایئے یہ گال ہمارے ہیں یا اللہ کے ہیں؟ ہم بھی اللہ کے ہیں، ہمارے گال بھی اللہ کے ہیں۔ جب اللہ کے ہیں تو اللہ کے حکم کا جھنڈا ان گالوں پر لہرا دیجئے۔ داڑھی ایک مُشت رکھئے۔

داڑھی کے وُجُوب کے شرعی دلائل

جو کٹاتے ہیں، ایک مُشت نہیں رکھتے بہشتی زیور جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ چاروں ائمہ کے نزدیک داڑھی ایک مُٹھی رکھنا واجب ہے اور ایک مُٹھی سے کم کرنا بھی حرام ہے۔ جتنا منڈانا حرام ایک مُٹھی سے کم کرنا اتنا ہی حرام ہے لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس پر چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ اگر امام شافعیؒ یا امام احمد ابن حنبلؒ یا امام مالکؒ کے نزدیک کچھ بھی گنجائش ہوتی تو کہہ دیا جاتا کہ چلو گنجائش پر عمل کر لو لیکن دوستو! چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب تبلیغی نصاب سارے عالم میں پڑھی جاتی ہے انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے داڑھی کا وُجُوب۔ اس میں چاروں ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ اس کو پڑھ لیجئے بھائی۔

خود اپنے کو تکلیف دینے والا عمل

اور پھر اس میں دیکھئے ایک تکلیف بھی ہے۔ سُنّت کے خلاف ہر عمل میں ایک مصیبت ہے۔ صبح صبح اٹھ کے گال کی کھنچائی کرنا بغیر گال

کھینچے ہوئے بلیڈ چل نہیں سکتا۔ تو اپنی کھنچائی خود کرنا بھائیو! بتاؤ کیسا ہے؟ ابھی دشمن آپ کی کھنچائی کر دے تو آپ تعویذ لینے آتے ہیں کہ مولانا تعویذ دے دو محلہ میں ایک دشمن ہے جو میری کھنچائی کرتا رہتا ہے اور آپ اپنے ملائم گالوں کی خود کھنچائی کرتے ہیں۔ ایک کوٹ پھر ڈبل کوٹ اور آخری کوٹ کا نام شاید آپ کو معلوم ہوگا اکھونٹی اکھاڑ کوٹ۔

ایک صاحب نے میرے کہنے سے داڑھی رکھ لی تو ایک دن ان کی بیوی نے کہا میاں ہمیں بھی دعا میں یاد رکھنا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے دعا کے لیے نہیں کہا جب میں داڑھی منڈا رہا تھا تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ دعا کے اہل نہیں تھے۔ آپ اہلیہ لگ رہے تھے داڑھی نہ ہونے سے لَا فَرْقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ لہٰذا دوستو عرض کرتا ہوں کہ داڑھی سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔

شیر اور داڑھی

اچھا آپ لوگوں نے کبھی عجائب خانوں میں شیروں کو دیکھا ہے؟ اختر جو آپ سے خطاب کر رہا ہے۔ میرا معمول ہے جس ملک میں جاتا ہوں وہاں کے شیروں کو دیکھتا ہوں آج تک کوئی شیر ببر مجھ کو نہیں ملا جس کے داڑھی نہ ہو اور پتہ بھی ہوتا ہے کہ دم اگر نہ ہوتی تو شیخ کامل معلوم ہوتا ظالم۔ دم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور ہے۔

مخلوق کی لاج رکھنے والا خالق

اور اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے دم کیوں لگائی؟ کیوں کہ جانور بے عقل ہے۔ ان کی شرم کی جگہ اللہ نے دم سے چھپا دی۔ یہ راز اختر سے

لگن لیجیے۔ شاید بہت سے لوگوں نے یہ راز نہ سمجھا ہو کہ جانوروں کو دُم کیوں عطا فرمائی اور انسان کو کیوں عطا نہیں فرمائی؟ چونکہ انسان کو اللہ نے عقل دی، وہ اپنی شرم کی جگہ کو کپڑوں سے چُھپا سکتا ہے۔ جانور بے چارے بے عقل ہیں اللہ نے اُن کے دُم لٹکا دی کہ ان کی شرم کی جگہ چُھپی رہے۔ آہ! اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی لاج آئی۔

نمازیوں کو اہتمامِ ستر کا ایک مشورہ

اسی لیے کہتا ہوں کہ پتلون اگر ڈھیلی ڈھالی ہے تو جائز تو ہے مگر کم از کم کُرتا پیچھے ہونا چاہیے۔ فیکٹری میں جب کہ انجینیر کام کر رہا ہے تو کیوں کہ مشین میں اس کے کپڑے آجاتے ہیں تو فیکٹری میں جہاں مشینیں چل رہی ہوں وہاں اس کی گنجائش ہے کہ کپڑے کو اندر کرلو کیونکہ مشین میں کپڑے پھنس جاتے ہیں لیکن مسجد میں کون سی مشینیں لگی ہیں کہ کُرتے کو اندر ٹھونسے رہتے ہیں کہ آگے پیچھے سب نظر آرہا ہے۔ یہ غیرت اور شرم کے بھی خلاف ہے۔ یہ میں بہ حیثیت مفتی کے نہیں بتا رہا ہوں بہ حیثیت دار الافتا، حیا اور شرم کے بات کر رہا ہوں کہ پچھلا حصّہ نظر آتا ہے شرم آتی ہے اس لیے میں نمازیوں سے کہتا ہوں کہ کُرتے کو نکال کر پیچھے ڈال دیجیے تاکہ آگا بھی چُھپا ہو، پیچھا بھی چُھپا ہو۔ یہ اللہ کے دربار کا ادب ہے اور اس میں کوئی مشکل بھی نہیں۔ اور بیشک فیکٹریوں میں، مشینوں میں جب انجینیر کی حیثیت سے آپ راؤنڈ لگائیں تو آپ بے شک اپنا ساؤنڈ رکھیے۔ لیکن مسجد میں تو کوئی مشین نہیں، یہاں جب آیئے تو کُرتے کو پتلون سے نکال لیجیے۔ تاکہ اگلا حصّہ بھی چُھپا ہو، پچھلا حصّہ بھی

پچھپا ہو- حیا اور شرم اللہ کی عظمت کا حق ہے- کتنے بڑے مالک کے سامنے کھڑے ہو-

داڑھی نشانِ شجاعت اور شعارِ مردانہ ہے

تو مَیں عرض کر رہا تھا کہ مَیں نے دنیا کے عجائب خانوں کے شیروں کو دیکھا کہ سب کے داڑھی تھی- جس نے نہ دیکھا ہو تو کبھی دیکھ لینا کہ شیر ببر جتنے ہوتے ہیں ان کی پوری داڑھی ہوتی ہے اور شیر کی بی بی یعنی شیرنی کے منہ پر بالکل بال نہیں ہوتے- ابھی ساؤتھ افریقہ میں دیکھا کہ ایک شیر اور ایک شیرنی سڑک پر بیٹھے ہُوئے تھے اور بڑی دعاؤں کے بعد وہ نظر آئے- تین سو ساٹھ کلو میٹر کا جنگل ہے کبھی بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی شیر دیکھنا نصیب نہیں ہوتا- شیر اختیار میں تو ہے نہیں کہ چلو دکھلاؤ- ہم مُلاؤں کو اللہ تعالےٰ دکھا دیتا ہے- دُعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ اتنی دُور سے آئے ہیں شیروں کو حکم دے دے کہ قریب آجائیں تو ایک شیر اور شیرنی بالکل راستہ میں بیٹھے ہُوئے تھے- دیکھا کہ شیرنی کے چہرہ پر ایک بال بھی نہیں اور شیر کی پُوری داڑھی- تو مَیں اپنے دوستوں سے جو یہاں بیٹھے ہُوتے ہیں ایک سوال کرتا ہوں کہ آپ شیر بننا چاہتے ہیں یا شیرنی؟ جو شیرنی بننا چاہتا ہو ہاتھ اٹھا دے (سب لوگ ہنسنے لگے اور حضرت والا کی تقریر سے سب لوگ محظوظ ہو رہے تھے حتّٰی کہ جن کے داڑھی نہیں تھی وہ بھی مسرور نظر آرہے تھے- جامع)

دیکھا آپ نے ایک ہاتھ بھی نہیں اٹھا- اللہ تعالےٰ نے ہم کو مَرد بنایا ہے- اس میں اتنا فائدہ ہے کہ جس دن آپ نے داڑھی رکھ لی اسی دن سے

آپ کو دنیا میں بھی عزّت عطا ہوگی بیوی بھی دُعا کرائے گی اور خاندان بھی کہے گا کہ صوفی صاحب ذرا ہمیں بھی دُعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ کوئی معمولی نعمت ہے ؟

اور سب سے بڑی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا سعادتِ عُظمٰی ہے

سعادت و نعمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے۔ بتاؤ بیوی کو خوش کر دیا، دفتر والوں کو خوش کر دیا، سوسائٹی اور معاشرہ کو خوش کر دیا اور آہ ! حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دل دکھا دیا۔ بخاری شریف میں آپ کا ارشاد ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔ وَفِّرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ اور اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی (بخاری جلد ۲، کتاب اللباس) علماء بیٹھے ہوئے ہیں، پوچھ لیجئے۔ آپ بتائیے کہ جن کی شفاعت کے سہارے ہم جی رہے ہیں ان کا قلب مبارک خوش کر دینا بہتر ہے یا اپنا دل یا بیوی کا دل یا دفتر والوں کا دل ؟

دُنیا میں بھی عزّت

جس نے بھی داڑھی رکھی میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو دنیا میں بھی عزّت عطا فرمائی۔ پورے پاکستان کی ہاکی ٹیم کا سابق کپتان اور موجودہ کوچ جو پاکستان کی طرف سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے اتنا معزز شخص اس نے داڑھی رکھ لی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے شاگرد جو کھلاڑی ہیں تمہارا مذاق تو نہیں اُڑاتے ؟ کہا کہ ہاکی کے جتنے میرے شاگرد کھلاڑی ہیں اب وہ سب مجھے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفی صاحب دُعا کرنا۔ میری تو عزّت بڑھ گئی۔ جو داڑھی رکھے گا اس کو ان شاء اللہ تعالےٰ عزّت

ملے گی اور قیامت کے دن آپ اللہ کے حضور یہ شعر پیش کرسکیں گے ۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں

کون سا محبوب ؟ مدینہ والا محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

جیسا جسم ویسی روح

دیکھئے! انسانی ماں کے پیٹ میں انسان کا اسٹرکچر بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں انسان کی روح ڈال دیتا ہے۔ گدھی اور کتیا کے پیٹ میں پہلے گدھے اور کتے کا اسٹرکچر بنتا ہے پھر اس میں گدھے اور کتے کی روح ڈال دیتے ہیں۔ جیسا اسٹرکچر اور ڈھانچہ ہوتا ہے ویسی ہی روح اس میں ڈال دی جاتی ہے۔ جب ہم اللہ والوں کا اسٹرکچر اور ظاہر بنائیں گے تو اللہ والوں کے اسٹرکچر میں اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی روح ہمارے اندر ان شاء اللہ داخل کر دے گا اور روزانہ بلیڈ استعمال کرنے کی محنت سے بھی بچ جائیں گے ۔

جنّت میں اہلِ جنّت کے داڑھی نہیں ہوگی

اب رہ گیا یہ کہ گال چکنے ہونے کا مزہ کیسے آئے گا؟ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جب تم لوگ جنت میں داخل ہوگے تو کسی جنتی کے چہرہ پر داڑھی نہیں ہوگی نہ کسی نبی کے داڑھی ہوگی نہ کسی ولی کے داڑھی ہوگی۔ یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ ...الخ (ترمذی جلد ۲، ابواب صفۃ اہل الجنۃ ص ۸۱)

ایک دم کیسے ہو گئے؛ جیسے اٹھارہ سال کا کوئی خوب صورت نوجوان سُرخ سفید گالوں پر جیسے قندھاری انار نچوڑا ہوا اور چہرہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ ہو ایسے سب جنتی ہوں گے۔ بس ذرا کچھ دن صبر کر لو، اللہ و رسول کا حکم مان کر چند دن کی دنیا میں داڑھی رکھ لو ان شاء اللہ پھر جنت میں نہ بلیڈ کی ضرورت ہو گی نہ حجام کی۔ وہاں داڑھی نکلے گی ہی نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر رکھ لو۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ دُنیا میں بھی عزت ہو گی۔

انبیاء علیہم السّلام کے چہروں پر داڑھی ہونا خود دلیلِ جمال ہے

اور یہی کیا کم ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل مبارک سے ہماری شکل مشابہ ہو جائے گی۔ اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما لگتا تو داڑھی ہرگز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت نہ ہوتی۔ اللہ اپنے پیاروں کی شکل کو پیارا ہی بناتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ داڑھی رکھنے سے شکل بدنما نہیں بلکہ خوب صورت ہو جاتی ہے۔ کیا عمدہ شعر ایک نوجوان نے کہا ہے۔

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بدنما لگتا
تو پھر داڑھی مرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

داڑھی کے متعلق ایک خاص حکم عرض کیے دیتا ہوں کہ نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں یہ داڑھی کا بچہ کہلاتے ہے۔ بعض لوگ انہیں منڈا دیتے ہیں داڑھی کا بچہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے۔ اس کا منڈانا بھی حرام ہے اور بعض لوگ خط بناتے بناتے نچلے جبڑے کے آخر تک لے آتے ہیں کہ تین چوتھائی (۳/۴)

گال فارغ البال ہو جاتا ہے اور داڑھی کی ایک ہلکی سی لکیر رہ جاتی ہے۔ اس طرح وہ اپنا ذوقِ کمسنی پورا کرتے ہیں۔ تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ جبڑے کے اوپری حصہ پر جو بال ہیں، ان کو صاف کر سکتے ہیں لیکن نچلے جبڑے کے بال داڑھی میں شامل ہیں، ان کا منڈانا حرام ہے اور داڑھی تینوں طرف سے ایک مُشت ہونی چاہیے۔ ٹھوڑی کے نیچے بھی ایک مُشت اور دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مُشت۔ داڑھی کو حجام کے حوالے نہ کیجئے۔ اپنی مٹھی میں اپنی داڑھی پکڑ لیجئے پھر جو مٹھی سے زیادہ ہو اس کو حجام سے ترشوائیے ورنہ خیریت نہیں ہے۔ یہ حجام کہتے ہیں کہ داڑھی سڈول کر دوں؟ اور سڈول کرتے کرتے ڈول کر دیتے ہیں۔ لہٰذا داڑھی تینوں طرف سے اپنی مٹھی میں رکھ کر ترشوائیے پھر تیل لگا کر اس میں کنگھی کیجئے تاکہ داڑھی خوب صورت معلوم ہو۔ میر صاحب کی داڑھی پر میرا ایک شعر ہے (احقر راقم الحروف سے فرمایا کہ میر صاحب پہلے اپنی داڑھی دکھا دو۔ احقر سامعین کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جامع) اب ان کی داڑھی پر میرا شعر سُنئے ؎

میر کی داڑھی کا نقشہ یوں سُنا کرتے ہیں ہم
ناچتا ہو مور جیسے پَر کو پھیلائے ہوئے

میرے چھوٹے پوتے نے کہا کہ دادا میر صاحب کا پَر تو نیچے ناچ رہا ہے لیکن موروں کا پَر تو اُوپر ناچتا ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی یہ سوال تو تمہارا بہت اچھا ہے۔ بچوں کا بھولا پن اور سادگی۔ (پھر احقر کو بیٹھ جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جامع)

سر کے بالوں کے احکام

بالوں کے تین طریقے مسنون ہیں۔ یا تو پورے سر کے بالوں کو اُسترے سے مُنڈوا دیں یا کانوں کی لَو تک پٹے رکھ لیں یا اگر چھوٹے بال رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں لیکن ہر طرف سے برابر ہوں۔ پیچھے چھوٹے اور آگے سے بڑے جن کو انگریزی بال کہتے ہیں ان کا رکھنا جائز نہیں۔ ان کو تو آپ خود انگریزی بال کہتے ہیں یہ اسلامی بال کیسے ہو سکتے ہیں؟ اپنے پیارے نبی کے پیارے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اختیار کرنا بتایئے محبت کے خلاف ہے یا نہیں؟۔

حُرمتِ اِسبالِ ازار اور اس کے دلائل

اب ایک دوسرا حکم بتاتا ہوں کہ ٹخنہ چُھپانا حرام ہے۔ بعضے کم علم اور لٹریچر نویس جو تھوڑا سا لٹریچر پڑھ کر خود کو مولانا سمجھنے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر تکبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں مگر یہ بتاؤ کہ ان جُہلاء کی بات مانوں یا بخاری شریف کے شارح علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی؟ جو ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہیں جنہیں حافظ الحدیث کہا جاتا ہے۔ وہ کتاب اللباس جلد ۱۰ میں فیصلہ لکھتے ہیں کہ تمام حدیثیں جمع کر کے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ٹخنہ چُھپانا حرام ہے۔ ایک صحابی نے استثنیٰ مانگا کہ میری پنڈلی سوکھ گئی ہے، ہڈی پر گوشت نہیں ہے اِنِّیْ حَمِشُ السَّاقَیْنِ۔ مجھے ٹخنہ چُھپانے کی اجازت دے دیجئے۔ لیکن اس بیماری کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتنا اہم حکم ہے۔

ایک دوسرے صحابی کو آپ نے دیکھا کہ ان کا ٹخنہ چھپا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے میرے صحابی لَا تُسْبِلْ۔ اپنا ٹخنہ مت چھپایا کرو۔ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والوں سے محبت نہیں کرتا (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۴) کیوں دوستو! ٹخنہ چھپانے سے آپ کو حکومت کی طرف سے کتنا پونڈ ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جانا اس سے بڑھ کر کیا نقصان ہوگا! الحمدللہ یہاں علماء بیٹھے ہوتے ہیں مسلم شریف کی روایت ہے کہ جو ٹخنہ چھپاتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے بات بھی نہیں کریگا۔ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام محبت نہیں فرمائیں گے۔ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو اپنی نظرِ رحمت سے محروم کر دے گا۔ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ۔ اور انہیں توفیقِ تزکیہ نہیں دے گا۔ یعنی ایسوں کو توفیقِ اصلاح بھی نہیں دے گا۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ اور نہیں دردناک عذاب ہوگا۔ (مسلم جلد ۱، باب تحریم الاسبال صفحہ ۷۱)

اب اگر کسی کو ٹھنڈک لگتی ہو، یا پیروں میں درد رہتا ہو یا اور کوئی تکلیف ہو تو وہ موزہ پہن لے۔ علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں کہ جو لباس نیچے سے آرہا ہو اس سے ٹخنہ چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ موزہ پہن لیجئے کہ نیچے سے آرہا ہے اور جب بیٹھے ہو، بیٹھنے کی حالت میں معاف ہے دیکھ لیجئے بیٹھے ہوتے سب کا ٹخنہ چھپا ہوا ہے، کوئی حرج نہیں۔ لیٹے ہو چادر اوڑھ لو اور ٹخنہ چھپالو کوئی گناہ نہیں۔ لیکن جب چل رہے ہوں یا کھڑے ہوں ان دو حالتوں میں ٹخنہ چھپانا

گناہ ہے اور یہ حکم مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

ستر کی حدود اور اس کی حکمت

اور اس کا بھی خیال رکھتے کہ ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔ انگریزوں کو دیکھ کر نیکر پہن کر صبح صبح دوڑ مت لگا لیتے۔ بعضے مسلمانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ نیکر پہنے ہوتے ہیں اور گھٹنہ کھلا ہوا ہے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ ناف سے گھٹنہ تک چھپانا کیوں فرض ہو گیا جب کہ اصل مقام جو چھپانا ہے وہ لنگوٹ سے بھی چھپ جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ جہاں فوجی افسر رہتے ہیں وہاں حکومت کی طرف سے دُور تک تار لگا دیا جاتا ہے تاکہ فوجی افسروں کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ وہ صاحب ہنسے اور کہا کہ بس سمجھ میں بات آگئی۔

رُوحانی بیوٹی پارلر

یہ چند باتیں جو ذہن میں آگئیں درمیان میں کہہ دیں۔ اچھا بتایئے آج کل لڑکیاں جب شادی کے بعد رخصت ہو کر شوہر کے پاس جاتی ہیں تو ان کو بیوٹی پارلر میں داخل کرتے ہیں جہاں ان کو سر سے پیر تک سجایا جاتا ہے۔ اگر کوئی پیر یا مولوی آپ کو سر سے پیر تک روحانی بیوٹی پارلر میں سجا دے کہ جب قیامت کے دن آپ پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں تو یہ کیا ظلم ہے؟ کیا آپ روحانی بیوٹی پارلر میں حسین وجمیل نہیں ہونا چاہتے؟ کیا آپ اپنی ادائے بندگی کو ایسا سنوارنا نہیں چاہتے کہ جب قیامت کے دن پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَصُدَّ عَنِّیْ وَجْھَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر جلد ۷، صفحہ ۲۵۸)

(کنز العمال جلد، صفحہ ۴۳۲) اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ قیامت کے دن آپ اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لیں۔ یہ دُعا آپ نے اس لیے مانگی کہ ہم اُمت کے لوگ سیکھ لیں کہ یوں اللہ سے مانگا کرو ورنہ آپ تو معصوم بخشے بخشائے اور محبوبِ ربّ العلمین ہیں۔

اس لیے دوستو! جلدی جلدی سر سے پیر تک ہم سب ان ہی کے بن جائیں۔ ہم آپ کس کے ہیں؟ بتائیے۔ اللہ کے ہیں یا نہیں ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
اُنہیں کا اُنہیں کا ہُوا جا رہا ہوں

قبر میں انسان کی بے کسی

نفس و شیطان اور یہ معاشرہ اور بیوی یہ سب کچھ کام نہیں دیں گے۔ قبر میں جب جنازہ اترتا ہے تو بتائیے کس کی بیوی قبر میں ساتھ جاتی ہے؟ کس کے دوست احباب جاتے ہیں؟ پاپڑ اور سموسے جاتے ہیں؟ گجراتی دوستو! دستر خوان پر تمہارے دو معشوق بہت اہم ہیں۔ اگر سموسہ اور پاپڑ نہ ہو تو میزبان کو جھاپٹر دکھاتے ہو کہ تم نے ہماری کیا خاطر کی۔؟

خوش رہنے کا طریقہ

بس اللہ تعالیٰ کو خوش کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے احساناً ذمہ لیا ہے کہ وہ ہمیں خوش رکھیں گے۔ جو بچہ اپنے ابّا کو خوش رکھتا ہے ابّا اپنے اس بیٹے کو خوش رکھتا ہے۔ جو بیوی اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے، وہ شوہر بھی اپنی بیوی کو خوش رکھتا ہے۔ جو شاگرد استاد کو خوش رکھے، اُستاد بھی اس کی خوشیوں کے لیے

دُعائیں مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہم جتنا خوش رکھیں گے زمین پر اتنے ہی خوش رہیں گے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

میں اپنے خاندان کا ایک قصّہ سُناتا ہوں۔ میرے خاندان میں ایک بڑے میاں تھے۔ میں نے کہا کہ داڑھی رکھ لو۔ کہنے لگے کہ داڑھی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو جب قبر میں جنازہ اترے گا تو یہ گال کیڑے کھا جائیں گے۔ پھر یہ زمین بھی نہ رہے گی۔ جلدی سے سبزہ اگالو، جلدی سے باغِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لگالو۔ لیکن نہیں مانے۔ پھر ان کو کینسر ہوگیا گال پر ایک دانہ تھا۔ اس کو گھوڑے کے بال سے انہوں نے باندھ دیا۔ وہ زخم سڑ گیا، گال میں سُوراخ ہوگیا اور کینسر ہوگیا اور گال سے ایک ایک چھٹانک مواد نکلنے لگا تو اس وقت داڑھی رکھ لی۔ میں نے بہت دن کے بعد دیکھا تو کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ داڑھی رکھ لی۔ کہنے لگے کہ کینسر کی وجہ سے میرے گال میں سُوراخ ہوگیا جس سے لوگ گھن کرتے تھے تو میں نے داڑھی سے وہ سوراخ چھپالیا۔ میں نے کہا کہ کاش آپ اللہ کے لیے داڑھی رکھتے تو اللہ کا پیار نصیب ہوجاتا۔ مسلسل نافرمانی سے عقل بھی معذّب ہوجاتی ہے۔

دوستو! بس اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے معلوم نہیں کس وقت مالک ناراض ہوجائیں اور کسی عذاب میں ابتلا۔ ہوجائے۔

سُکھ میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

اس لیے حدیثِ پاک میں ہے کہ جو سُکھ میں اللہ تعالیٰ

کو یاد رکھتا ہے، دکھ میں اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد رکھتے ہیں اُذْکُرُوا اللّٰہَ فِی الرَّخَاءِ سکھ اور عافیت میں اللہ کو یاد رکھو۔ یَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّۃِ۔ اللہ تعالیٰ تم کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔ اس لیے دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھی ہیں، وہ رکھ لیں اور جنہوں نے رکھ لی ہیں لیکن چھوٹی ہیں، وہ ایک مُشت رکھ لیں۔ دوستو! اس میں دیر نہ کیجیے، زندگی کا کیا بھروسہ ہے؛ جوان یہ نہ سوچیں کہ جب بوڑھے ہو جائیں گے تو رکھ لیں گے۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تُو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اور جو بوڑھے ہو چکے، بال سفید ہو چکے، انہیں اب کس چیز کا انتظار ہے؟

مونچھوں کے احکام

اور مونچھیں اتنی بڑی رکھنا جائز نہیں جس سے ہونٹ کا کنارہ چھپ جائے۔ شُفَۃٌ عُلْیَا کا طَرَفِ اٰخِر یعنی اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ نہ چُھپنا چاہیے۔ اوّل تو مونچھوں کو بالکل برابر کر لیجیے، افضل درجہ یہی ہے۔ اپنے بیٹوں کے لیے کیا چاہتے ہو کہ فرسٹ ڈویژن پاس ہوں یا سیکنڈ ڈویژن؛ جب فرسٹ ڈویژن چاہتے ہیں تو دین میں فرسٹ ڈویژن یہ ہے کہ مونچھوں کو بالکل باریک کر لیا جائے۔ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل شیخ الحدیث صاحب نے اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ مونچھوں کو اتنا باریک کرتے تھے کہ ہونٹوں کی سفیدی دُور سے نظر آتی تھی اور باریک مونچھوں سے بیویوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرے یہاں فرانس کے ایک طالب علم

کے مونچھیں تھیں اگرچہ بہت بڑی نہیں تھیں۔ میں نے کہا کہ ان کو باریک کر لو۔ کہنے لگے کہ میرا مُنہ چھوٹا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میرے کہنے پر عمل کر لو۔ اگر پھر مُنہ چھوٹا لگے تو دوبارہ رکھ لینا۔ مونچھیں باریک کر کے گھر گیا اور بیوی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ پھر ہنستا ہوا آیا کہ بیوی نے تو مجھے بہت شاباشی دی اور آپ کو بڑی دُعا دے رہی ہے اور مجھ سے کہا کہ آپ کے ہونٹوں کو دیکھ کر تو آج مجھے بہت لطف آرہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ؎

اپنے لبوں کو اُن کے لبوں کی طرح کیا

مونچھوں کو باریک کرنا بہت اہم سُنّت ہے۔ یاد رکھیے جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں بیویوں کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ ہر سنت میں راحت ہی راحت ہے۔

دوستو! اپنے لیے اور آپ سب کے لیے یہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم کو ایسا یقین و ایمان عطا فرمائے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر سانس اپنے مالک و خالق اور زندگی دینے والے پر فدا کر دیں اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کریں۔ بتائیے ایسے ایمان و یقین کی ضرورت ہے یا نہیں؟

صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر اور اس کی ایک مثال

اور ایسا ایمان و یقین اہلِ یقین و اہلِ تقویٰ اور اولیاء اللہ کی صحبتوں سے ملتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ زندگی میں چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لیجیے پھر دیکھیے کیسا ایمان و یقین ملتا ہے۔ انڈا مرغی کے پروں میں اکیس دن میں زندگی پا جاتا ہے، بچہ چھلکا خود توڑ دیتا ہے اور بزبانِ حال کہتا ہے ؎

کھینچی جو ایک آہ، تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اسی طرح بدونِ صحبتِ اہل اللہ کے ایمانی حیات نہیں ملتی۔ جن علماء نے اللہ والوں کی صحبت اٹھائی دیکھ لیجئے کہ ان کا کیا حال ہے، کیسا ایمان و یقین ہے، وہ معاشرہ اور زمانہ پر غالب ہیں اور جنہوں نے اللہ والوں سے استغنا برتا آپ ان کے علم و عمل میں فاصلے پائیں گے۔

جعلی پیروں کے حال کا جال

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ آج کل لوگ جس کو دیکھتے ہیں کہ خوب کود رہا ہے گریبان پھاڑ دیا سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا اللہ والا ہے۔ ایک جعلی پیٹو مقرر تھا اسے جب کوئی زمیندار بلاتا کہ ہمارے یہاں وعظ کہہ دو تو پرانا بوسیدہ کپڑا پہن کر جاتا تھا۔ پھر تقریر کے دوران اپنے اوپر حال لاتا تھا اور زور سے الّا اللہ کا نعرہ لگا کر کپڑے پھاڑ دیتا تھا۔ زمیندار بے چارہ مہمان کی عزت کا خیال کر کے نیا جوڑا بنوا دیتا تھا کہ اس ظالم نے میرے یہاں کپڑا پھاڑا ہے اب اس کو ننگا کیسے واپس کروں۔ تو یہ لوگ ایکٹنگ کرتے ہیں۔ حال وال نہیں آتا، وہ ایکٹنگ ہے۔ اصلی حال تو اللہ والوں کا ہوتا ہے لیکن وہ دُنیا سے بے غرض اور ان کی علامات ہی کچھ اور ہوتی ہیں۔ جعلی پیروں کے حال پر اب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر سناتا ہوں۔ بہت مزے دار شعر ہے۔ فرماتے ہیں ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

بڑے بڑے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، انگریزی داں، اور پڑھے لکھے وہاں پھنسے ہوئے ہیں۔ حالانکہ دیکھ رہے ہیں نہ یہ نماز پڑھتا ہے نہ کچھ، ہر وقت دھبا دھب طبلہ چل رہا ہے۔

سچا مرشد عظیم الشان نعمت ہے

اس زمانہ میں جس کو اللہ تعالیٰ سچا مرشد عطا فرما دے سمجھ لو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ میرے شیخ اس بات کو کہہ کر رونے لگتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ عبد الغنی ہم نے تجھے حکیم الامت مجدد الملت تھانوی جیسا پیر دیا تھا تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا؟ تو یہی کہوں گا کہ اے اللہ اس نعمت کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکا اور حضرت یہ کہہ کر رونے لگتے تھے۔ کسی کو سچا پیر مل جائے تو یہ عظیم الشان نعمت ہے اور اصلی پیر وہ ہے جو دل کی پیرا نکال دے اور پیرا کے معنی ہیں درد، تکلیف، دکھ یعنی اللہ سے غفلت کا کینسر اچھا کر دے

حفاظتِ نظر کے لیے قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے

اور سب سے بڑی نعمت ہے کہ بندہ کو گناہ چھوڑنے کی ہمت نصیب ہو جائے۔ آپ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھنا اگرچہ ایک سانس کے لیے ہو، اگرچہ لندن کی سڑکوں پر ہو کیا کوئی اچھی بات ہے؟ یہاں لوگ کہتے

ہیں کہ صاحب میرا ارادہ تو نہیں تھا لیکن نظر پڑ گئی۔ مَیں نے کہا کہ اس شہر لندن کے لیے اور اس ملک برطانیہ کے لیے عدمِ قصدِ نظر کافی نہیں ہے اس ملک میں یہاں جو گھر سے نکلے اور دیکھنے کا ارادہ نہیں وہ محفوظ نہیں رہ سکتا بلکہ ارادہ کر کے چلو کہ نہیں دیکھنا ہے، آسمان والے کے ساتھ مشغول رہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میری نظر پر ہے اور میری نظر کس پر جا رہی ہے۔؟

حفاظتِ نظر کا انعامِ عظیم

آپ کہیں گے کہ صاحب یہ تو بہت بڑا مجاہدہ ہے میں کہتا ہوں کہ اس پہ انعام بھی تو عظیم ہے۔ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچاتا ہے میں اس کو حلاوتِ ایمانی دوں گا، ایمان کی مٹھاس، اپنی محبّت کی حلاوت۔ علامہ ابن قیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آنکھ کا حرام مزہ چُھڑا کر دل میں حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کا حلال مزہ ڈال دیا، بصارت کی حرام لذّت لے کر بصیرت دے دی۔ دیکھنا ہے تو آسمان کو دیکھئے، بزرگوں کو دیکھئے، قرآن پاک کو دیکھئے، بیوی کو دیکھئے، بچوں کو دیکھئے ماں باپ کو دیکھئے۔ جب نامحرم شکلیں آجائیں اس وقت نظریں نیچی کر لیجئے جس پر مجھے اپنا ایک پرانا اور مزے دار شعر یاد آگیا یہ آپ لوگوں کی کرامت اور برکت ہے ۔

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے

جب کوئی نامناسب نمکین شکل سامنے آگئی تو نظر نیچی کر لی جیسے کچھ دکھلائی ہی نہیں دیتا، اگر آندھی چل رہی ہو، ریت کے ذرّے اُڑ رہے

ہوں، خاک اُڑ رہی ہو اس وقت کیا کریں گے؟ کیا اس وقت کوئی آنکھ پھاڑ کر دیکھے گا بیل کی طرح؟ تو یہ حسین شکلیں کس بالو سے اور کس ریت سے کم ہیں۔ بالو (ریت) تو آنکھ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، یہ تو ہمارا ایمان ضائع کرتے ہیں اس لیے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یورپ میں حفاظتِ نظر سے ولایتِ عظمیٰ مل سکتی ہے

نامحرم شکل

سامنے سے ہٹ جاتے تو اب خوب دیکھو۔ تھوڑی دیر کا مجاہدہ ہے اور اگر مجاہدہ زیادہ ہے تو حلاوتِ ایمانی بھی تو زیادہ ملے گی۔ آپ کون سے نقصان میں جا رہے ہیں؟ بزنس خسارہ میں نہیں ہے بڑے نفع میں جا رہی ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ لندن میں اگر کوئی نظر بچا لے تو بہت بڑا ولی اللہ ہو جائے گا۔ اس ملک میں اگر کوئی نظر کی حفاظت کرلے تو بابا فریدالدین عطارؔ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جیسے بڑے بڑے اہلِ نسبت پیدا ہو سکتے ہیں۔ بس تھوڑی سی ہمت کر لیجئے، پکا ارادہ کر لیجئے۔

بدنظری میں بے چینی اور حفاظتِ نظر میں عافیت

اچھا ذرا کوئی بتائے کہ ان کو دیکھنے سے ملتا کیا ہے؟ سوائے دل کے تڑپانے کے۔ رات بھر تڑپو، دن بھر تڑپو۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں جب میں نہیں دیکھتا ہوں تو دل تڑپ کر رہ جاتا ہے کہ ہائے کیسی شکل رہی ہوگی تو حضرت حکیم الامت نے پوچھا کہ جب تم نہیں دیکھتے ہو تو وہ تڑپ زیادہ دیر تک رہتی ہے یا دیکھنے کے بعد؟ لکھا کہ جب نہیں دیکھتا ہوں تو دو تین منٹ خیال آتا ہے پھر نہیں آتا لیکن جب دیکھ لیتا ہوں تو بہتر گھنٹے اس کا غم ستاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ خود فیصلہ کرلو کہ نہ دیکھنے میں عافیت ہے یا دیکھنے میں؟ اور فرمایا کہ بدنظری احمقانہ گناہ ہے، جو چیز اپنے اختیار میں نہ ہو دوسروں کا مال دیکھ دیکھ کر دل کو تڑپانا احمقانہ بات ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص احمق ہے یا نہیں؟ ارے میاں گھر کی دال روٹی جو اللہ نے حلال کی دی ہے وہ تمام بریانیوں سے بہتر ہے۔

اپنی بیویوں کی قدر کیجئے

جو لیلیٰ بدستِ مولیٰ ملی ہے وہ دُنیا بھر کی تمام لیلاؤں سے اعلیٰ ہے کیونکہ بدستِ مولیٰ ملی ہے۔ اپنی بیوی کو لیلیٰ کہو اور اگر بڈھی ہوگئی تو اس سے یہ کہو کہ اے میری بڑھیا، سکر کی پڑیا ارے واہ ری میری گڑیا اور اللہ پر نظر رکھو کہ میرے مولیٰ نے اس کو دیا ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتے ہیں؟ کتنے لوگ بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے اولیاء اللہ ہوگئے اور بیویوں کو ستانے سے کتنے لوگ عذاب میں مبتلا ہوگئے خاص کر جو رومانٹک قسم کے لوگ ہیں جب اس کا نمک جھڑ گیا تو ادھر دیکھتے بھی نہیں۔ ہر وقت دھمکی دیتے ہیں کہ اب میں دوسری شادی کروں گا۔ آپ پر تو بڑھاپا طاری

ہو گیا اور جب تم بڈھے ہو گے تو وہی بیوی کہہ دے کہ او بڈھے نکل گھر سے تب پتہ چلے گا۔ یہ کیا بات ہے، حُسن کوئی اختیار میں ہے؟ ارے بچے ہو گئے، باپ دادا بن گئے اب ڈیپارچر کا خیال کرو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب پوتا ہو جائے تو دادا کو چاہیے کہ اب قبرستان کا خیال کرے کیونکہ پوتا بزبانِ حال کہتا ہے کہ دادا میاں اب گھر میں جگہ نہیں اب جاؤ قبرستان۔

(حضرتِ والا نے دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہو گیا احقر راقم الحروف نے یاد دلایا کہ حکیم جالینوس کا قصہ باقی رہ گیا تو حضرتِ والا نے خوش ہو کر فرمایا کہ ماشاء اللہ جزاک اللہ اور سامعین سے فرمایا کہ میر صاحب کو آپ سب لوگ جزاک اللہ کہیں ورنہ ہم یہ قصہ بھول ہی گئے تھے۔ جامع)

حکیم جالینوس کا واقعہ

حکیم جالینوس جب ٹہل کر آیا تو اس نے ملازم سے کہا کہ مجھے ایک خوراک پاگلوں والی دوا کھلا دو عطار نے کہا کہ آپ اتنی جلدی کیسے پاگل ہو گئے؟ آدمی آہستہ آہستہ پاگل ہوتا ہے۔ حکیم جالینوس نے کہا کہ ایک پاگل مجھ کو دیکھ کر آج خوش ہوا ہے اس کا خوش ہونا اور ہنسنا اور مجھے آنکھ مارنا یہی دلیل ہے کہ میں کچھ پاگل ضرور ہوں۔ اگر کچھ پاگل نہ ہوتا وہ پاگل مجھے دیکھ کر خوش نہ ہوتا کیونکہ پاگل کو پاگل ہی سے مزہ آتا ہے۔ اس کو جو مجھ سے مناسبت محسوس ہوئی یہ دلیل ہے کہ مجھ میں کچھ نہ کچھ پاگل پن ضرور ہے چاہے تھوڑا سا ہی سہی

اہل اللہ سے مناسبت علامتِ سعادت ہے

اب مولانا

رومی بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی گنہگار بندہ چاہے وہ شراب پیتا ہو، داڑھی بھی نہ رکھتا ہو، بے نمازی بھی ہو، لیکن وہ کسی ولی اللہ کو دیکھ کر خوش ہو جائے تو سمجھ لو کہ یہ کسی وقت ولی اللہ ہونے والا ہے۔ یہ اللہ کا کچھ عاشق ضرور ہے اس کے اندر عشقِ الٰہی کے جراثیم موجود ہیں۔ اللہ والوں کو دیکھ کر جس شخص کا دل خوش ہو جاوے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبّت موجود ہے۔

اب کافی دیر ہو گئی ہے۔ جو آیت میں نے تلاوت کی تھی اس وقت صرف اس کا ترجمہ کیے دیتا ہوں بقیہ مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کسی اور مقام پر بیان کروں گا۔ کیونکہ زیادہ بیان سے میں تھک جاتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کے وعظ میں مزہ نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ میرے بزرگوں کا صدقہ ہے کہ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت میں یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

زمانہ بڑے غور سے سُن رہا تھا
ہمیں تھک گئے داستاں کہتے کہتے

اور میرا ایک شعر یہ بھی ہے ؎

جہاں دے کر ملا ہے دل میں وہ جانِ جہاں مجھ کو
بہت خونِ تمنّا سے ملا سلطانِ جاں مجھ کو

اور جنگلوں کے سنّاٹے میں کہہ جاتا ہوں ؎

مری صحرا نوردی اور میری چاک دامانی
بہت مجبور کرتی ہے مری آہ و فغاں مجھ کو

اب آگے کا شعر سنئے کہ میں آپ لوگوں میں کیوں بیان کر رہا ہوں ؎

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سُنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

مجھے خُدائے تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اختر کے شاملِ حال ہو تو دُنیا بھر کے بادشاہوں کو بٹھا دو اور ساری دُنیا کے تاجروں کو بٹھالو اور ساری دُنیا کے لیلیٰ مجنوں اور رُومانٹک دنیا کو بٹھا لو اور مجھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دَرد بھرے دل سے بیان کا شرف عطا فرمائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بادشاہوں کو اپنے تخت و تاجِ سلطنت نیلام ہوتے نظر آئیں گے اور آفتاب و چاند کو اپنی روشنیاں پھیکی نظر آئیں گی اور ساری دنیا کے لیلیٰ و مجنوں اور دنیائے رُومانٹک سب اپنے کو بحرِ اٹلانٹک میں غرق پائیں گے۔ اللہ کی محبت کے سامنے سارے عالم کی کیا حقیقت ہے۔

محبتِ الٰہیہ کی لذت بے مثل ہے

دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے سے اللہ کی محبّت کو دل میں پالیجئے آپ سے بڑا دُنیا میں کوئی مالدار نہیں ہوگا۔ خالقِ دو جہاں جس کے ساتھ ہو اس کی قیمت کا کیا پوچھنا ہے اور ایسا مزہ ایسا مزہ ملے گا جس کی لذّت کو دُنیا کی کوئی لغت بیان نہیں کر سکتی۔ جو

سارے عالم کو شکر دے سکتا ہے وہ خود کتنا میٹھا ہو گا! سارے عالم کے گنوں میں رس کون پیدا کرتا ہے؟ اگر خدا گنوں میں رس نہ دے تو گنے مچھر دانی کے ڈنڈے ہو جائیں۔ جو اللہ سارے عالم کو شکر دیتا ہے اس کی مٹھاس کا کیا عالم ہو گا! لیکن ہمیں کیوں محسوس نہیں ہوتا؟ کیونکہ ہمیں دُنیا کی محبّت کا ملیریا چڑھا ہوا ہے۔ جیسے بخار ہے، قے ہو رہی ہے اسے کباب بریانی کا مزہ آئے گا؟ چند دن کسی اللہ والے کے ساتھ رہ لو پھر دیکھو کہ اللہ کا نام لینے میں کیا مزہ آتا ہے ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا خالق؟ ؎

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا؟ آہ ؎

بالب یارم شکر را چہ خبر

میرے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذّت کو شکر کیا جانے، ادنیٰ سی مخلوق ہے، اس کی مٹھاس بھی مخلوق ہے اور ؎

بارخش شمس و قمر را چہ خبر

اللہ تعالیٰ کی تجلّیات کے سامنے سُورج اور چاند کیا بیچتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کے سامنے سُورج اور چاند کی روشنی کیا جانے کہ روشنی کس چیز کا نام ہے؟ ایک اللہ والا شاعر کہتا ہے ؎

ترے جلووں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

کیا عرض کریں ان کی تجلّیات کے بیان کے لیے الفاظ نہیں۔ مولانا رومی خود فرماتے ہیں کہ جب عرشِ اعظم سے اللہ کے قُرب کی خوشبو حالتِ ذکر میں جلال الدین رومی اپنی روح میں محسوس کرتا ہے تو ساری دنیا کی لغت سے میں اس کی تعبیر نہیں کر سکتا کیونکہ ساری دنیا کی لغت فارسی ہو، ترکی ہو، عربی ہو، سب مخلوق ہے اور خالق غیر محدود عظمتوں والا ہے تو اُس کی غیر محدود عظمتوں کو مخلوق کی محدود لُغت سے مَیں کیسے تعبیر کر سکتا ہوں؟

شرحِ صدر اور اس کے معنی

اب اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً مسجدِ نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو! اس وقت قرآن پاک کی ایک آیت نازل ہوئی۔ یہ وہ سُنانا مجھ پر فرض ہے، لہٰذا سُن لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو ہم ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ۔ یہاں اَنْ مصدریہ ہے۔ یعنی مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ ھِدَایَتَہٗ۔ اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سینہ

کو کس طرح کھولتے ہیں؟ فرمایا کہ سینہ اس طرح کھلتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نُور داخل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہو جاتا ہے (روح المعانی پ ۸)۔ ایک ہاتھی نشین نے ایک جھونپڑی والے سے کہا کہ میں تجھ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں تو غریب جھونپڑی والے نے کہا کہ آپ سے کون دوستی کرے؟ آپ تو میرے یہاں ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے میری تو جھونپڑی ہی مسمار ہو جائے گی، نہ میں رہوں گا نہ میری جھونپڑی رہے گی۔ اس نے کہا کہ میں جس غریب سے دوستی کرتا ہوں اس کا گھر اتنا بڑا بنوا دیتا ہوں کہ میں ہاتھی پر بیٹھ کر آسکوں۔ اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں اس کو اتنا بڑا کر دیتے ہیں کہ سارے احکام کا بجا لانا اس کو آسان اور سارے گناہوں سے بچنا اس کو سہل ہو جاتا ہے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات مِلنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کو وہ اپنا بناتے ہیں اس کے دل کو خود پتہ چل جاتا ہے کہ وہ مجھے اپنا بنا رہے ہیں، اسے محسوس ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا بنانا چاہتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

دل میں نُورِ ہدایت آنے کی علامات

(مشکوٰۃ باب فضل الفقراء ص ۴۴۲ و روح المعانی جلد ۸، ص ۲۲)۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا

کہ اے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سینہ کھلتا تو آپ نے بتا دیا کہ ہدایت کا نُور دل میں آجاتا ہے لیکن کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ اللہ تعالےٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے درجات کو بلند فرمائے کہ انھوں نے یہ سوال کیا کہ نُورِ ہدایت کے دل میں آنے کی علامت کیا ہے؟ ورنہ انگریز کہہ سکتا تھا کہ ہمارے دل میں بہت نُور ہے۔ دیکھتے نہیں کہ ہماری چمڑی میں بھی اُجالا آگیا ہے تم کالو اور ہندوستانیو کیا جانو کہ نُور کیا چیز ہے؟ بتایئے کہہ سکتا تھا کہ نہیں؛ صحابہ کرام کا احسان ہے کہ ان کے سوال سے نُورِ ہدایت کی علامات کا ہم کو علم ہوگیا۔

آپ نے فرمایا اس نور کے دل میں آنے کی تین علامات ہیں دوستو! غور سے سُنئے اور غور کیجئے کہ ہمارے دلوں میں ہدایت کا یہ نُور کس حد تک داخل ہُوا ہے؟

نُورِ ہدایت کی پہلی علامت

پہلی علامت یہ فرمائی کہ اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ دُنیا جو دھوکہ کا گھر ہے اس سے وہ کنارہ کش رہتے ہیں۔ دُنیا میں رہتے ہیں لیکن دُنیا سے دل نہیں لگاتے۔ کشتی کو پانی میں چلاتے ہیں لیکن پانی کو کشتی کے اندر نہیں گھسنے دیتے۔ کشتی بغیر پانی کے چل سکتی ہے؟ پانی ہی پر چلتی ہے لیکن پانی کو اندر نہیں گھسنے دیتے۔ اگر غلطی سے پانی کچھ اندر آگیا تو کشتی والے ایک ملازم رکھتے ہیں جو ڈبہ میں پانی بھر بھر کر کشتی کے باہر پھینک دیتا ہے کیونکہ اگر کشتی میں پانی بھر جائے تو کشتی بچے گی؟ جن کے

دلوں میں دُنیا گھُس گئی ہے آج ان کا یہ حال ہے ؎

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کوئی جنٹ کھوتی جج ہے

بلکہ وہ چینٹ بھی ہے۔ لاکھ جنرل مرچنٹ رہے۔

تو پہلی علامت یہ ہے کہ دُنیا جو دھوکہ کا گھر ہے اس سے دل نہیں لگاتے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا کا نام دھوکہ کا گھر کیوں رکھا؟ جب جنازہ قبر میں اترتا ہے تو تاجر صاحب کا کاروبار قبر میں جاتا ہے؟ ان کی مرسیڈیز اور شاندار گاڑیاں جاتی ہیں؟ ان کے سموسے اور پاپڑ جاتے ہیں؟ ان کے موبائل جن پر وہ ٹہل ٹہل کر، زاویے بدل بدل کر اور شان دکھانے کے لیے عجیب عجیب مُنہ بنا کر بات کرتے ہیں بتاؤ وہ قبر میں ساتھ جاتے ہیں؟ اسی لیے دُنیا دھوکہ کا گھر ہے کہ جب جنازہ قبر میں اترتا ہے تو کوئی ساتھ نہیں دیتا، نہ کاروبار، نہ سموسہ نہ پاپڑ۔

بس جس کے دل میں ہدایت کا نورُ داخل ہوتا ہے اس کی پہلی علامت یہ ہے کہ دُنیا جو دھوکہ کا گھر ہے اس سے وہ دل نہیں لگاتا۔ جسم سے وہ دُنیا میں رہتا ہے، بیوی بچوّں کا بھی حق ادا کرتا ہے، کاروبار بھی کرتا ہے، کار بھی رکھتا ہے لیکن دل میں اس کے یار ہوتا ہے یعنی محبوبِ حقیقی تعالیٰ شانہٗ۔ اس حقیقت کو اگر کوئی مشکل سمجھ رہا ہو تو وہ میرا ایک اُردو شعر سُن لے ؎

دُنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

نورِ ہدایت کی دوسری علامت

لیکن اس علامت میں حدیث کے ظاہری الفاظ سے غلط معانی نکال کر ہندو جوگی اور راہب بھی شامل ہو سکتے تھے جو دریا کے کنارے دُنیا سے بظاہر کنارہ کش ہو جاتے ہیں لیکن کلامِ نبوت کی بلاغت کا اعجاز ہے کہ دوسری علامت نے جوگیوں اور راہبوں کو اس زمرہ سے نکال دیا۔ وہ کیا ہے؟ آخرت کی طرف ہر وقت توجہ۔ وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسری علامت یہ ہے کہ جنّت اور آخرت کی طرف ان کے دل میں ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ہمیں اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے۔ دیکھئے میں یہاں کراچی سے آیا ہوں۔ لندن میرے لیے پردیس ہے یا نہیں؟ تو آپ بتایئے کہ کیا میں کراچی کو بھول جاؤں گا؟ ایسے ہی جو اصلی عقلمند لوگ ہیں وہ دنیا سے آخرت کی طرف جانے کا ہر وقت خیال رکھتے ہیں کہ ایک دن دُنیا سے جانا ہے، اپنے وطن جانا ہے، اپنے مولیٰ سے ملنا ہے۔ اس لیے جلدی جلدی وہ آخرت کو کرنسی ٹرانسفر کرتے رہتے ہیں کیونکہ دیکھتے ہیں کہ ایک دن سب چھوٹ جائے گا اور یہیں رہ جائے گا لہٰذا جلدی سے کوئی مسجد بنوا دی کوئی مدرسہ بنوا دیا۔ لہٰذا عقلمند مالدار لوگ جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں اس طرح جلدی جلدی اپنی رقم ٹرانسفر کرتے رہتے ہیں کہ کسی مسجد میں لگا دیا، کسی مدرسہ میں رقم لگا دی یا زمین خرید کر کسی اللہ والے عالم کو دے دی کہ آپ یہاں کوئی بڑا مدرسہ یا جامعہ یا دار العلوم بنائیے۔ یہ سب سے بڑا

کارِ خیر ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ زمین قیامت تک باقی رہے گی۔ یہ زمین کا صدقہ جاریہ قیامت تک رہے گا۔ آخرت میں کرنسی ٹرانسفر کرنے کے یہ سب طریقے ہیں۔

نُورِ ھدایت کی تیسری علامت

اور تیسری علامت کیا ہے؟ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ۔ اور موت آنے سے پہلے وہ تیار رہتا ہے، موت کی تیاری میں مصروف رہتا ہے کہ میری کتنی نمازیں قضا ہیں، جلدی سے ادا کرلو، کتنے روزے باقی ہیں، کتنی زکوٰۃ باقی ہے سب کی ادائیگی کی فکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو جو باتیں پوچھیں گے موت آنے سے پہلے اپنے اعمال کی فائل درست رکھتا ہے

بس دل میں نُورِ ہدایت آنے کی یہ تین علامات ہیں۔

کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ جس میں آدمی نے اپنے باپ دادا کے بارے میں نہ سُنا ہو کہ وہ دُنیا سے چلے گئے اور جو دُنیا سے گیا بتایئے پھر وہ کبھی واپس آیا؟ لہٰذا جس دُنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دُنیا سے دل کا کیا لگانا۔

بس دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ آپ مُسافر کی دُعا قبول فرماتے ہیں، اے خُدا اختر مُسافر ہے، میر صاحب بھی مُسافر ہیں ہم سب کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما، ایسی لذّت آپ کے نامِ پاک میں مل جائے کہ سلطنت سے بھی ہم فروخت نہ ہو سکیں، سُورج اور چاند بھی ہمیں خرید نہ سکیں، ساری دُنیا کی لیلائیں ہمیں خرید نہ سکیں اور ہر سانس

آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور ہماری دنیا بھی بنا دے اور آخرت بھی۔ اے مالکِ دو جہاں اختر آپ سے اپنے لیے اپنے بچوں کے لیے اپنے دوستوں کے لیے دونوں جہاں کی نعمت مانگتا ہے ؎

مالکِ دو جہاں سے دونوں جہاں کو مانگ لو

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور ہم لوگوں کے دل میں جو جو جائز حاجتیں ہیں، اے اللہ ان کو پورا فرمادے۔ اے اللہ جس کو جو بیماری اور پریشانی ہو، ہم سب کی بیماریوں کو اور پریشانیوں کو صحت و عافیت سے، اور ہمارے دُکھ کو سُکھ سے تبدیل فرمادے، ہمارے غموں کو خوشیوں سے بدل دے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

اتباعِ سنت سے محبوبیت کا راز

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہیئت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ)

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(حصہ دوم)

عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6370371-6373310

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6861584, 042-6551774

سلسلۂ اشاعت دعوۃ الحق نمبر 261

نام کتاب ———— نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ دوم)
مواعظ حسنہ نمبر 26 ————
تصحیح کتابت ———— حافظ سہیل احمد عثمانی (ایم اے) حافظ محمد یونس (ایم ایس سی)
واعظ ———— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
ناشر ———— انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور
اشاعت اول ———— ربیع الاول سنہ 1421

شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس
گلشن اقبال بلاک نمبر 2، پوسٹ بکس نمبر 11182، کراچی 47۔ فون: 461658

ڈاک کے ذریعہ مواعظ کی ترسیل صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور
پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6370371-6373310

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 042-6861584, 042-6551774

نگرانِ اشاعت
ڈاکٹر عبد المقیم

خلیفہ مجاز:
عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

فہرست

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(حصّہ دوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ (پ سورۃ انعام ۱۲۵)
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ
لِلْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ (الدر المنثور فی التفسیر
بالماثور للسیوطی ص ۲۲۲ ج ۶ بحث سورۃ الصف)

ہم لوگ دُنیا کے نیشنل نہیں ہیں۔

حضراتِ سامعین! ہم چاہے لندن میں ہوں یا پاکستان و ہندوستان میں ہوں زمین کے جس گوشے میں بھی ہوں اور چاہے ہم کو کسی ملک کی نیشنلٹی مل جائے لیکن دُنیا کے ہم نیشنل نہیں ہیں۔ ایک دن ہم کو دُنیا سے بھی جانا ہے خواہ ہماری بلڈنگ دو ہزار گز پر ہو بعض رئیس ہمارے یہاں ایسے ہیں کہ دو ہزار گز کی بلڈنگ میں رہتے ہیں مگر آخر میں ان کو زمین کے نیچے دو گز کا بنگلہ ملتا ہے۔ کیوں بھئی زمین کے نیچے کوئی

بڑا بنگلہ ملتا ہے ؟ دو ہی گز کا ملتا ہے اور لباس بھی اتار لیا جاتا ہے کیا بے کسی ہوتی ہے !

دُنیا کی حقیقت

شاعر کہتا ہے اور دنیا کی حقیقت پیش کرتا ہے اور شعر بھی میرا ہی ہے، بتا دیتا ہوں کہ میرا شعر ہے کیوں کہ جن کو مجھ سے خاص تعلق ہے ان کو لطف زیادہ آتا ہے ۔

یوں تو دُنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی

قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھُل گئی

سڑکوں پر آپ دیکھئے تو کیسی لندن کی سڑکیں ہیں اور ان کے مکانات اور رنگ برنگ کی تتلیاں سامنے نظر آتی ہیں تو دُنیا رنگین معلوم ہوتی ہے یا نہیں ؟ لیکن قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھُل گئی کہ آج کوئی بھی ہمارا نہیں اور بزبانِ حال یہ شعر رخصت ہونے والا پڑھتا ہے ۔

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

باپ، ماں اور بیوی بچے کہ کچھ تو ان میں سے گھر ہی تک رہ جاتے ہیں اور بھائی، باپ اور محلے والے جو بھی قبرستان تک پہنچاتے ہیں لیکن اس کے بعد وہ جانے والا یہی کہتا ہے کہ ۔ شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

نظیر اکبر آبادی ایک شاعر گذرا ہے وہ ایک نقشہ کھینچتا ہے ۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا مُشکین بدن تھا مبیّض کفن تھا

جسم اور باڈی نہایت شاندار، کفن نہایت چمکدار لیکن ۔

جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا

پانچ چھ مہینے کے بعد بارش ہُوئی اور قبر کھد گئی تو کیا دیکھا ۔

نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

جسم کا کوئی عضو بھی نظر نہیں آیا اور کفن کا ایک تار، ایک سوت بھی نظر نہیں آیا۔

موت پیچھے چلی آتی ہے ذرا دھیان رہے

ہمارے حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی نور اللہ مرقدہ عُلماء کے شیخ بڑے بڑے علماء اور مشائخ کے مُرشد نے اپنے حجرے میں دو شعر لکھوا کر دیوار پر ٹانگے ہُوئے تھے روزانہ اس کو پڑھتے تھے۔ معلوم ہُوا کہ اللہ والوں کو بھی اپنی بیٹری چارج کرنی پڑتی ہے اور اپنا ایمان گرم رکھنا پڑتا ہے، اگر سرد ہَوائیں چل رہی ہوں تو چائے کی گرمی اور ہیٹر کام دیتا ہے یا نہیں؟ تو جب ہیٹر ایک مخلوق چیز ہے اور چائے ایک مخلوق چیز ہے، وہ ہمیں گرم کر دیتی ہے تو اللہ والوں کی صحبت کا کیا حال ہوگا، کہ جن کے قلب میں ایمان کا ہیٹر چل رہا ہے اور جن کی آنکھوں میں اور زبانوں میں اثرات موجود ہیں! تو وہ دو شعر پیش کر رہا ہوں جو حکیم الامت کے حجرے میں آویزاں تھے اور حضرت روزانہ اسکو دیکھتے تھے

رہ کے دُنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دُنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

سبحان اللہ!

سورۂ ملک میں حیات پر موت کی تقدیم کی حکمت

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے سورۂ ملک میں حیات پر موت کو مقدم فرمایا ہے۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ اور پھر ایک اشکال اور سوال فرمایا بحیثیت استاد، اور میں شاگرد تھا۔ فرمایا کہ یہ بتاؤ اختر میاں کہ پہلے زندگی ملتی ہے یا پہلے موت آتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت پہلے زندگی عطا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں موت کا تذکرہ مقدم فرمایا؟ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ تو پھر خود جواب دیا کہ یہ اس لیے فرمایا ہے کہ جو زندگی اپنے ٹرپارچر کو، رخصت ہونے کو سامنے رکھے گی، وطن اصلی جانے کا خیال رکھے گی، وہ زندگی پردیس کی مشغولیوں کے ساتھ ساتھ تعمیرِ وطن کو فراموش نہیں کرے گی۔ چند روزہ حیات کی لالچ میں اور عارضی عیش کی خاطر اپنی ہمیشہ کی زندگی کو برباد نہیں کرے گی میرے تین جملے سن لیجئے جو کہ عطائے آسمانی ہیں آپ کا ضمیر اس پر شہادت دے گا۔ جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا، کیوں بھئی اس میں کسی کو کوئی اشکال ہے جو گیا وہ پھر لوٹ کر آیا؟ جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا، ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا، بتاؤ یہ جملے کچھ اثر انداز ہو رہے ہیں یا نہیں، جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا، کیا کوئی شخص لوٹ کر آیا کہ ذرا اپنی بلڈنگ دیکھ لوں، اپنے کاروبار کو دیکھ لوں، اپنی موٹر کو دیکھ لوں؟

کوئی آتا ہے؟ نہیں۔

پردیس میں تعمیرِ وطن

اس لیے دوستو! مبارک وہ بندے ہیں جو دُنیا کی مشغولیت کے باوجود پردیس میں رہتے ہوئے اپنی تعمیرِ وطن میں مشغول رہتے ہیں جس کا ذریعہ اللہ والوں کی صحبت ہے، حکیم الاُمّت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ سارے دنیا کے مفتی جس کاروبار کے جواز پر فتوٰی دیں کہ یہ بالکل جائز کاروبار ہے، یہ بزنس و تجارت بالکل جائز ہے لیکن اگر وہ اتنا مشغول ہوجاتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جانے کا اسے وقت نہیں ملتا، اتنا کماتا ہے کہ بزرگوں کے پاس کم آتا تو درکنار آنا ہی نہیں ہوتا ہے تو میں ایسی تجارت کو حرام کہوں گا، کیوں؟ اس لیے کہ جب بزرگوں کے پاس نہیں جائے گا تو آہستہ آہستہ اس کی دینی حالت کمزور ہوجائے گی، لہٰذا جس دُنیا سے پردیس کی جس مشغولیت سے وطن کی تعمیر خطرے میں پڑجائے، بتاؤ وہ کیسے جائز ہوگی؟

ایک شخص نے کانپور سے حضرت تھانوی کو لکھا کہ میں پہلے اوابین اور تہجد بھی پڑھتا تھا اب میری تہجد قضا ہونے لگی اور اوابین بھی چھوٹنے لگی۔ اشراق اور چاشت سب چھوٹ گئی پھر کچھ دن کے بعد لکھا کہ اب تو میری جماعت کی نماز بھی ختم ہوگئی پھر لکھا کہ اب تو فرض خطرے میں ہے تو حضرت نے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو صالحین کی صحبت میسّر نہیں ہے۔ بتایئے کتنی اہم چیز ہے، نسبت اور تعلق مع اللہ کا حصول اور اس کا بقا اور اس کا ارتقا اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔

حسنہ فی الدنیا کے معانی

اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دُنیا میں کیا کیا چیزیں حسنہ ہیں جن کو اللہ نے مانگنے کو سکھایا ہے، کہ تم ہم سے یہ مانگو کہ یا اللہ ہم کو دُنیا میں حسنہ دے اور آخرت کی بھی بھلائی اور حسنہ دے۔ تو دُنیا کی حسنہ میں یہ چیزیں منجملہ حسنات شامل ہیں:

۱۔ اَلْعَافِیَۃُ وَالْکَفَافُ	عافیت وغیر محتاجی
۲۔ اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ	نیک بیوی
۳۔ اَلْاَوْلَادُ الْاَبْرَارُ	نیک اولاد
۴۔ اَلْمَالُ الصَّالِحُ	حلال روزی، حلال مال
۵۔ اَلْعِلْمُ وَالْعِبَادَۃُ	دین کا علم حاصل ہونا اور اس پر عمل یعنی توفیق عبادت
۶۔ ثَنَاءُ الْخَلْقِ	مخلوق میں تعریف و نیک نامی
۷۔ اَلصِّحَّۃُ وَالْکِفَایَۃُ	صحت وکفایت
۸۔ اَلنُّصْرَۃُ عَلَی الْاَعْدَاءِ	دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد
۹۔ وَالْفَهْمُ فِیْ کِتَابِ اللهِ	کتاب اللہ کی فہم
۱۰۔ صُحْبَۃُ الصَّالِحِیْنَ	اللہ والوں کی صحبت

(روح المعانی جلد۲، صفحہ ۹۱)

جس کو اللہ والوں کی صحبت حاصل نہیں وہ دُنیا کی حسنہ سے محروم ہے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پنجرے میں جو بھی چڑیا پھنس کر آتی ہے اور چمن اور گلشن سے محروم کر دی جاتی ہے

شکاری دھوکا دینے کے لیے پنجرے کی تیلیوں کو رنگین کر دیتا ہے اور دانوں کو بھی رنگین کر دیتا ہے تاکہ اس کو چمن یاد نہ آئے اور پھڑپھڑانا بھی بھول جائے اس کے پر اور بازو مفلوج ہو جائیں اسی طرح یہ شیطان کی بہت بڑی چال ہے کہ مومن سموسہ اور پاپڑ، کھچڑی اور کڑھی وغیرہ کے رنگین دانوں میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اس کی طبیعت میں شوق ہی نہ رہے کہ آخرت کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے تو شیخ فرماتے تھے کہ نئی چڑیا پر فرض ہے کہ پرانی چڑیوں سے رابطہ کرے کہ تم لوگ چمن سے جدا ہو کر کس طرح فریاد کرتی ہو اے چڑیو! پھر یہ شعر پڑھتے تھے ۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

تو جو لوگ پردیس کی رنگینیوں میں مبتلا ہو گئے ان کو چاہیے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہیں اور ان سے پوچھیں کہ کس طریقہ سے آپ اللہ سے دعا مانگتے ہیں اور کس طریقہ سے اللہ کو یاد کرتے ہیں بھئی وہ یاد کرنا ہمیں بھی سکھا دو، خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ میرے شیخ نے سنایا۔ کیا کہیں علم سماعی بھی عجیب نعمت ہے۔ صحابہ کی سنت یہی ہے کہ ان حضرات کے کان براہِ راست زبانِ نبوت سے علم حاصل کرتے تھے۔ بزرگوں کی باتیں سن کر جو علم آتا ہے وہ بڑا موثر ہوتا ہے، وہ دل ہوتا ہے زبانِ دل کا ترجمان اور کانِ دل کا ترجمان، دل سے جو بات نکلتی ہے دوسرا دل اس کو کان کے ذریعہ سے کھینچ لیتا ہے کان بھی قیف کی طرح سے ہے۔

یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

تو فرمایا کہ میں لکھنؤ گیا تو لکھنؤ میں پورا شہر سجایا ہوا تھا، کیوں؟ وائسرائے کی آمد تھی، خواجہ صاحب بھی ساتھ تھے خواجہ صاحب نے میرے شیخ کا بستر اپنے سر پر رکھا جبکہ برابر کے خلیفہ وہ بھی تھے۔ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نے حضرت سے فرمایا کہ میں خلیفہ تو ہوں لیکن غیر عالم ہوں اور آپ عالم خلیفہ ہیں اس لیے آپ کا بستر سر پر رکھنے کو سعادت سمجھتا ہوں، اس کے بعد تھوڑی دیر میں جلدی سے قلی کو بلا کر اس کے سر پر رکھ دیا اور یہ فرمایا کہ حضرت ایک سی آئی ڈی آگیا ہے کیونکہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں اور انگریز بڑا ظالم ہے فوراً میرے خلاف کوئی رپورٹ لکھ دے گا تو میری نوکری خطرے میں پڑ جائے گی کہ یہ ڈپٹی کلکٹر ہو کر قلی بن جاتا ہے۔

دین کی عظمتوں کا پاس رکھنا

اس سے معلوم ہوا کہ جو علماء دین ہیں جن کے سپرد دین کی خدمت ہے ان کو کوئی ایسی حرکت کرنا جائز نہیں جس سے دین کی عظمتوں کو نقصان پہنچے ساؤتھ افریقہ کے ایک تاجر نے بتایا کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا اتنا مانگتا تھا کہ ہم نے دنیا میں اپنی زندگی میں ایسا لالچی مُلّا نہیں دیکھا اور تین سال ہو گئے لیکن ابھی تک ان کا سامان جا رہا ہے، ہدیہ کے نام پر مانگا حالانکہ یہ ہدیہ نہیں ہے، ہدیہ تو وہ ہے کہ بے سوال ملے۔ مانگ مانگ کر جمع کیا۔ ایک بہت بڑے شخص نے مجھے یہ روایت بتائی ہے، بتا رہا ہوں کہ کسی عالم دین کو اور دین کے خادم کو ایسی حرکت جائز نہیں ہے کہ جس سے دین

کی عظمتوں کو نقصان پہنچے، چاہے وہ دوسروں کے لیے جائز بھی ہو مگر جو دین کے مقتدا اور خادم ہیں ان کو وہ جائز کام بھی جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے عوام میں ان کی سبکی اور خفت اور بے عظمتی پیدا ہو تو خواجہ صاحب نے قلی کے سر پر بستر رکھا اور باہر نکل آتے اور باہر نکل کر فرمایا کہ حضرت سارا لکھنؤ دلہن کی طرح سجایا ہوا ہے۔ اس پر ابھی اسی وقت میرا ایک شعر موزوں ہوا ہے۔

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

دیکھا آپ نے بچپن کو ہم نے جوانی میں دیکھا ہے اور جوانوں کو بڈھا دیکھ رہا ہوں اب بڈھے کے بعد آگے منزل قبر کی ہے یہ رولنگ ہے اور قبر کے بعد میدان محشر کے حساب و کتاب کے لیے تیار ہو جانا چاہیے اکوڑہ خٹک سے ایک رسالہ الحق نکلتا ہے اس میں شعر دیکھا تھا کہ ؎

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبلِ زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

دُنیا دارُالغرور اور متاعِ قلیل ہے

اس دُنیا سے جس نے دل لگایا دُنیا نے دھکا مار کر اسے قبر میں لٹایا، پھر پتہ چلا کہ جو دُنیا آگے پیچھے پھر رہی تھی دھوکہ باز تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دُنیا کا نام دارُالغرور رکھا، یہ متاعِ قلیل ہے، قلیل پونجی ہے۔

متاع کے لغوی معنی کی تحقیق

علامہ اصمعی جو کہ بہت بڑے علماء نحویین سے ہیں ان کو خیال ہوا کہ متاع کا لفظ جو قرآن پاک میں نازل ہوا ہے اس کے معنی کیا ہیں تو وہ عرب کے دیہاتوں میں گئے چونکہ بڑے شہروں میں عرب اور عجم میں اختلاط ہو گیا تو اس وجہ سے ایک دیہات گئے تاکہ اس کی صحیح لغت جو عرب بولتے ہیں وہ معلوم کر سکیں اور گاؤں میں زبان زیادہ صحیح اور محفوظ ہوتی ہے تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا بچہ پانچ چھ سال کا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کتا آیا اور باورچی خانہ میں گھس گیا اور میلا کپڑا جس سے پونچھا لگایا جاتا ہے اور برتن صاف کیا جاتا ہے اس کتے نے اس کو لیا اور لے جا کر پہاڑ پر بیٹھ گیا۔ اب اس بچہ کی ماں آئی تو جو عربی زبان اس بچہ نے استعمال کی علامہ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص نے جو عالم نحو ہیں اس کو فوراً نوٹ کر لیا کہ الحمد للہ لغت حل ہو گئی کیونکہ قرآن پاک عربوں کے محاورات پر نازل ہوا ہے۔ اس بچہ نے کہا یَا اُمِّیْ جَاءَ الرَّقِیْنُ وَاَخَذَ الْمَتَاعَ وَتَبَارَکَ الْجَبَلَ یعنی چتکبرا کتا آیا اور اس نے متاع اٹھائی، متاع یعنی وہ صافی جس سے برتن صاف کرتے ہیں۔ آہ! اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ دنیا کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علامہ آلوسی کو جن کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تفسیر روح المعانی سے بڑھ کر عربی زبان میں کوئی تفسیر نہیں ہے وہ ماہرِ تفسیر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو متاع کیوں فرمایا؟ دنیا حقیر پونچھی کب ہے؟ اگر دنیا

اللہ سے غافل کر دے تب دُنیا ذلیل وخوار اور بری ہے یعنی دُنیا متاعِ قلیل بشرطِ شئی ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ بشرطِ شئی کیا شے ہے؟

منطق کے ایک مسئلہ کی آسان اور دلچسپ تشریح

ہر شئی تین چیزوں سے ثابت ہوتی ہے بشرطِ شئی، بشرطِ لاشئی، لابشرطِ شئی، علماء حضرات اس کو پڑھانے میں کچھ مشکل محسوس کرتے ہیں اور طلباء بھی یہی کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ اُستاد بھی سمجھے ہیں یا نہیں، لیکن میں اس کو مولویوں کے بہت پسندیدہ ذوق کے مطابق حل کرتا ہوں یعنی دعوت۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ دعوت مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ آپ کباب شامی ضرور کھلائیں گے یا پاپڑ یا سموسہ، چلو بھئی گجراتی دعوت ہی سہی تو اس کا نام دعوت بشرطِ شئی ہے اور اگر آپ کہدیں کہ بڑا گوشت مجھے نقصان کرتا ہے بڑا گوشت نہیں کھلائیں گے تو یہ دعوت بشرطِ لاشئی ہے اور اگر یہ کہدیں کہ جو چاہو کھلاؤ اور جو چاہو نہ کھلاؤ یہ لابشرطِ شئی ہے تو میرے بزرگوں اور اکابر نے جب یہ میری تقریر سُنی تو فرمایا کہ بھئی تم نے کھانے پینے میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا۔

دُنیا متاعِ قلیل کب ہے اور نعم المتاع کب ہو جاتی ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دُنیا کے حقیر ہونے کے لیے شرط لگادی کہ دُنیا حقیر اور ذلیل و بُری کب ہے؟ اِنْ اَلْھَتْکَ عَنْ طَلَبِ الْاٰخِرَۃِ (روح المعانی جلد ۲۷، صفحہ ۱۸۵) بشرطِ شئی بری ہے کہ اگر تم کو آخرت سے

غافل کردے اور اگر تم نے دُنیا کو اللہ کے راستہ میں خرچ کیا مسجد اور مدرسے بنائے اور علماء دین کی خدمت کی اور دین کی اشاعت اور دین پھیلانے میں اپنا پیسہ لگایا تو اِنْ جَعَلْتَ الدُّنْیَا وَسِیْلَۃً لِّلْاٰخِرَۃِ اگر تم دنیا کو آخرت کے لیے وسیلہ بنالو وَذَرِیْعَۃً لَّهَا اور آخرت کا ذریعہ بنالو تو فرماتے ہیں کہ پھر دُنیا ذلیل نہیں ہے فَهِیَ نِعْمَ الْمَتَاعُ پھر وہ بہترین پونجی ہے، کہ جس کے ذریعہ سے آخرت بن جائے آپ بتایئے کہ جو پَیر کعبہ شریف کا طواف کریں وہ پَیر حقیر ہیں؟ جس ہاتھ سے حجرِ اسود کا بوسہ ملے یا اللہ والوں کا مصافحہ نصیب ہو بھلا وہ ہاتھ حقیر ہو سکتے ہیں؟ ہمارا فرض ہے کہ ہم دُنیا کو آخرت بنالیں، لیکن دُنیا کو آخرت بنانے کے لیے ہمت اور توفیق کب ہوتی ہے اور نوٹ کو اور پونڈ کو گن گن کر توند میں رکھنا اس سے نجات کب ملے گی؟

دُنیا پر غالب آنے کا طریقہ

جب کسی اہلِ آخرت کی صحبت نصیب ہو گی کہ جن کے دل پہ اللہ کی محبت چھاگئی ہو، تو ان کی صحبت کی برکت سے آپ کے دل پہ بھی چھا جائے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو علم کتنا ہی حاصل کرلو دُنیا تم پر غالب رہے گی، علم سے دُنیا مغلوب نہیں ہو گی، لیکن کس سے مغلوب ہو گی۔ فرماتے ہیں کہ ؎

یار غالب جو کہ تا غالب شوی

بھئی میں مولانا رومی کا بچپن سے عاشق ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ان اللہ والوں کے پاس رہو کہ جو دُنیا پر غالب آچکے ہیں دُنیا جن کے سامنے

شل کتی ہے، مغلوب ہے ان کے ساتھ رہو تاکہ تم بھی غالب ہو جاؤ، جب غالب کے پاس رہو گے تو غالب ہو جاؤ گے مگر غالب سے مراد وہ شاعر نہیں ہے دہلی کا۔ بلکہ غالب سے مراد وہ ہے کہ جس پر آخرت اور اللہ کی محبت غالب ہو جائے، جیسا کہ شاعر جگر مرادآبادی فرماتے ہیں ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے وہ جہاں جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ غالب رہے گا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اللہ والا جہاں بھی جائے گا غالب رہے گا ان شاء اللہ سلاطین کی محفل میں بھی غالب رہے گا، مالداروں کے پاس بھی غالب رہے گا، جہاں جائے گا چھا جائے گا، کوئی حال کوئی ماحول کوئی معاشرہ اس کو اللہ سے غافل نہیں کر سکتا بلکہ غافلین کو بھی وہ اللہ کی یاد دلائے گا اور پھر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں

کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

حق تعالیٰ کی عظمت و جلالتِ شان کے سامنے مخلوقات کی حقارت

اللہ جس کے دل میں آتا ہے واللہ اس کی نگاہوں میں سورج اور چاند کی روشنیاں پھیکی پڑ جاتی ہیں کیونکہ سورج کو روشنی کی بھیک دینے والا کون ہے اور چاند کو روشنی کی بھیک دینے والا کون ہے؟ اللہ ہے، تو جس کے دل میں اللہ

آتا ہے اس کی روشنی کے آگے سورج اور چاند کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی ہے۔
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالے جزا دے فرماتے ہیں کہ ؎

گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا

اے خدا اگر چاند اور سورج کو آپ طعنہ دے دیں کہ تم لوگوں میں کچھ روشنی نہیں ہے، تم مخفی مخلوق ہو ؎

گر تو قد سرو را گوئی دوتا

اگر سرو کے درخت کو جو سیدھا ہوتا ہے اور عاشق لوگ اپنے معشوقوں کی جسامت اور قامت اور ان کی نازک بدنی کی جس سے تشبیہ دیتے ہیں تو اگر آپ کہدیں کہ اے سرو کے درختو! جن کی سیدھائی مشہور اور ضرب المثل ہے تم سب کے سب ٹیڑھے ہو ؎

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو چرخ و عرش را گوئی حقیر

اگر سونے اور چاندی کی کانوں کو خزانہ اور سمندر کے وہ سواحل کہ جہاں کروڑوں کروڑوں کے موتی پیدا ہوتے ہیں اگر اے اللہ آپ فرما دیں کہ تم سب میرے سامنے فقیر، غریب اور مسکین ہو اور اگر ساتوں آسمانوں اور عرشِ اعظم کو آپ فرما دیں کہ تم حقیر مخلوق ہو تو ؎

ایں بہ نسبت با کمال تو رواست
ملک و اقبال و غناہا مر تو راست

اے خدا آپ کی عظمتوں کے سامنے آپ کے کمالات کے سامنے

آپ کو زیب دیتا ہے اور آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ جو چاہیں ان کو کہدیں کہ یہ آپ کے ادنیٰ مخلوق، ادنیٰ بھک منگے ہیں اور سلاطین کے تخت و تاج کو اگر آپ فرمادیں کہ تم کچھ نہیں ہو تو یہ آپ کو زیب دیتا ہے کہ ملک و اقبال و سلطنت آپ ہی کے لیے خاص ہے۔

صاحبِ نسبت قلب کے کیف و سرور کا عالم

ایک اللہ والے کو دنیوی تخت و تاج سے زیادہ نشہ نصیب ہوتا ہے کیونکہ تخت و تاج اللہ کی ادنیٰ بھیک ہے اور جن کے دل میں اللہ آتا ہے سلطنت کے تخت و تاج دینے والا آتا ہے، ان اللہ والوں کے دل کا کیا عالم ہوتا ہے اس کے سامنے سلاطین کے تخت و تاج کیا بیچتے ہیں اور سورج و چاند کی روشنی کیا فروخت کرتی ہے اور دُنیا کی لیلاؤں کا حُسن و جمال کیا بیچتا ہے اور میں نے بتایا تھا کہ اللہ والا وہ ہے کہ جتنا وہ خدا کو مسجد میں یاد کرتا ہو وہ لیسٹر کی سڑک پر بھی اپنے ٹیسٹر کو حرام لذتوں سے بچاتا ہو ورنہ پھر بزرگی اس کا نام نہیں ہے کہ مسجد میں تو سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں اور جب لیسٹر کی سڑک پر گئے تو اپنا ٹیسٹر کھول دیا، ہر نمکین کو چکھ رہے ہیں، یہ نمک حرامی نہیں ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے کہ نظر کی حفاظت کرو یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ ۱۸، سورۂ نور ۳۰) اپنی نگاہوں کو نیچی کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف کی حدیث میں فرمایا کہ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے (بخاری جلد ۲، کتاب الاستیذان) جب یہ سامنے آجائیں تو نظر کی حفاظت کرو، پھر بدنظری

کرنا یہ نمک حرامی ہے اور نمک حلال وہ ہے کہ جو اپنی بیوی پر قناعت کرے کہ اے اللہ! مجھے جو آپ نے بیوی دی ہے اس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی لیلیٰ نہیں ہے کیونکہ بدست مولیٰ ملی ہے۔ دوستو! درد بھرے دل سے عرض کرتا ہوں قناعت کرو اپنی حلال پر ان شاء اللہ مرنے کے بعد پھر جنت میں اللہ ہماری سب تمنائیں پوری کریں گے۔

بدنظری کا عذاب بے چینی و بے خوابی

لیکن یہاں حرام نمک چکھنے سے آپ کو سکون نہیں ملے گا۔ یہ خوب سمجھ لیں۔ جنھوں نے نظر کی حفاظت نہیں کی آج ان کی نیندیں حرام ہیں دن بھر جس کو دیکھتے ہیں رات کو پھر نیند حرام ہو جاتی ہے، پھر کیا کھاتے ہیں وہ کہ جب وہ دیکھتے ہیں کسی کی والف تو ان کو کھانی پڑتی ہے ویلیم فائیو، پانچ نمبر کی ایک گولی ہے نیند کی مگر وزن وہی ہے والف کا۔ اگر اللہ کا نام لو اور آنکھوں کو بچا کر رکھو کسی کو دیکھو ہی نہیں کیوں کہ دیکھنے سے کوئی وہ ہمیں مل جائے گی بھئی! بتاؤ جو چیز ہمیں نہ ملنے والی ہو اس کو دیکھ دیکھ کے ہائے ہائے کرنا یہ احمقانہ اور بے وقوفی کا گناہ ہے۔ جو اللہ نے ہمیں چٹنی روٹی دی بس اس کو سب کچھ سمجھو اگر دوسری طرف نظر ڈالی تو پاپڑ کے بجائے جھاپڑ پاؤ گے۔

اہل اللہ سے فیض یافتہ ہونے کی علامت

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر کسی کو دیکھنا ہو کہ یہ کس قدر خانقاہ سے فیض یافتہ ہے اور اس پر اللہ والوں کی

صحبت کا کیا اثر ہے اور ذکر اللہ اور تہجد حج و عمرہ کا اس پر کیا اثر ہے تو اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ یہ اپنی نظر کی کتنی حفاظت کرتا ہے؟

دل میں نسبت و تعلق مع اللہ کی مثال قُطب نما کی سُوئی سے

جیسے قطب نما صحیح ہے یا نہیں اس کا ٹیسٹ کیا ہے لیسٹر والو! سُن لو اور قطب نما کہتے ہیں قبلہ نما کو اس کی سوئی میں ایک مسالہ لگا رہتا ہے مقناطیس کا اآسمانی رنگ کا ہوتا ہے اور ذرا سا ہوتا ہے۔ اگر آپ شمال کے علاوہ کسی طرف اس کا رُخ کریں گے تو وہ تڑپنے لگتی ہے اگر ذرا بھی اِدھر اُدھر ہو جاتے لیکن جب اس کا رُخ شمال کی طرف صحیح کر لیں تو جو مقناطیسی لہریں زمین سے چل رہی ہیں ان کی وجہ سے قطب نما کی سُوئی سکون میں آجاتی ہے اور جب تک اس کا رُخ صحیح نہ ہو تڑپتی رہتی ہے۔ ایسے ہی کیسے معلوم ہو کہ کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور نسبت اور تعلق مع اللہ کی دولت آگئی اور اس کے دل میں ایمان کی روشنی اور پالش لگ گئی اس کی علامت یہ ہے کہ اگر دُنیا کا حُسن یا دُنیا کی دولت یا دُنیا کی بادشاہت ہمیں اللہ کی طرف سے ادھر اُدھر کر دے تو دل تڑپنے لگے جب تک ہم توبہ کر کے اپنے قلب کی سُوئی کو اللہ کی طرف نہ کر دیں ہمیں سکون نہ ملے تو سمجھ لو کہ اب دل میں اللہ کا تعلق نصیب ہو گیا ہے یہی دلیل ہے کہ واقعی یہ باخدا ہے کہ غیر خدا سے اس کو وحشت ہونے لگی۔

تو دوستو! مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دُنیا دھوکہ کا گھر ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے دُنیا کو آخرت کا ذریعہ نہیں

بنایا اور اہل اللہ کی صحبت میں نہیں بیٹھے۔

دُنیا کے سانپ پکڑنے کا منتر کیا ہے؟

ورنہ جو لوگ اہل اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ دُنیا سانپ ہے اس کو پکڑنے کے لیے پہلے منتر سیکھ لو، آپ دیکھتے ہیں کہ مداری لوگ جو منتر جانتے ہیں وہ سانپ اپنے پٹارے میں رکھتے ہیں اور سانپ کو پکڑے بھی رہتے ہیں اور سانپ کچھ نہیں کر پاتا تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جس کو دُنیا کمانا ہو پہلے تقویٰ حاصل کر لو، تقویٰ کا منتر حاصل کر لو پھر دُنیا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ دلیل پیامِ رسالت ہے کہ لَا بَأْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ (مشکوٰۃ باب استحباب المال صفحہ ۴۵۱) مالداری اس کو نقصان نہیں دے گی جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کو مالداری مضر نہیں ہے چاہے بادشاہت اس کے قدموں میں آجائے تخت و تاج بھی اگر اس کے قدموں میں آجائیں تب بھی وہ اللہ کو فراموش نہیں کر سکتا۔

اللہ کو بھولنے کی وجہ قلتِ محبّت ہے

اب آپ کہیں گے بھئی ہم دُنیا میں پھر کس طرح رہیں تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کا سلیقہ سکھاتے ہیں کہ دُنیا اور آخرت کو ہم جمع کیسے کر سکتے ہیں؟ خوب غور سے سُن لو تاکہ آپ کو یہ نہ شبہ ہو کہ یہاں لندن کی سڑکوں پر تو بڑا مشکل ہے ہم تو اللہ کو بھول جاتے ہیں لیکن اللہ کو بھولنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی محبت اور دردِ دل نہیں ہے۔ آپ بتایئے کہ اگر ایک کانٹا چُبھ جائے تو بریانی سموسہ اور پاپڑ وغیرہ

دیکھ کر وہ درد رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟ اور نئی نئی شادی ہوئی ہو جس کو دیکھ کر آدمی یہ شعر پڑھتا ہے ؎

کہاں خرد ہے کہاں ہے نظامِ کار اس کا
یہ پوچھتی ہے تری نرگسِ خمار آلود

لیکن اگر کانٹا صحیح چبھا ہوا ہے تو اس کا درد اس وقت بھی رہے گا، بس اللہ کی محبت کا کانٹا جس کے دل میں چبھ جائے چاہے بریانی اور سموسہ میں رہے، قالینوں میں رہے، ساری دُنیا قدموں میں رہے ان شاء اللہ وہ اللہ کو بھول نہیں سکتا۔ ان حسینوں سے مرنے والوں کی لاشوں سے ان کے ڈسٹمپروں سے بھلا وہ اللہ کو بھلا سکتا ہے؟ آہ! ایک شعر اختر کا سُن لو ؎

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

عارضی رنگ و رُوپ کی پچر یت

یہ عارضی رنگ و روغن ہے ایک دن بڑھاپا آئے گا آپ خود ان سے بھاگ جائیں گے کہ ارے یہ بڑھیا ہے جو سولہ سال میں گڑیا معلوم ہوتی تھی اب تو نانی اماں لگ رہی ہے۔ اب میں ایک شعر پڑھتا ہوں کہ ان حسینوں کا کیا حال ہو گا سُنئے ؎

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

پھر جب جغرافیہ اور شکل خراب ہوجاتے گی تو آپ بھاگیں گے لیکن زندگی جو ضائع ہوئی اس کا کیا علاج ہے؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ حسینوں کے جغرافیہ پر مت مرو کہ یہ بگڑنے والی شکلیں ہیں۔ ان کو دیکھنے سے آپ باگڑ بلا تو ہو سکتے ہیں عارف باللہ نہیں ہو سکتے، خوب سُن لو۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی اب اس پر بھی میرا ایک شعر ہے کہ جب جغرافیہ بدلتا ہے، حسینوں کا حُسن بگڑ جاتا ہے تو بے وقوف لوگ وہاں سے ایسا بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر۔ اس پر میں یہ شعر پیش کرتا ہوں ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری سسٹری باقی

حُسنِ فانی سے اہلُ اللہ کے اِستغنا کی وجہ

کہاں جاتے ہو دوستو!
اللہ پر مر کر دیکھو۔

یہ بتاؤ کہ ساری دُنیا کی لیلاؤں کو نمک کون دیتا ہے؟ جلدی بتاؤ جوانو! اللہ، تو جس کے دل میں وہ خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات آتا ہے جس کے دل میں ساری لیلاؤں کا نمک دینے والا آتا ہے وہ ان مرنے والی لاشوں کے چکر میں نہیں آتا۔

صاحبِ نسبت کے قلب کو بے مثال لذت عطا ہوتی ہے

خود اللہ تعالیٰ

اس کے قلب کو وہ لذت دیتے ہیں کہ ساری دنیا کے رومانٹک پاگل کیا جائیں اس نام کی لذت کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو اور اللہ کے عاشقوں سے پوچھو۔ فرماتے ہیں کہ ؎

بالب یارم شکر را چہ خبر

میں جب اللہ کہتا ہوں تو اتنی مٹھاس معلوم ہوتی ہے کہ شکر ظالم کیا جانے اس مٹھاس کو، شکر تو مخلوق ہے اور اللہ کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ نکرہ تحت النفی ہے اور فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو!

اے دوست شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دنیا والو یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے

اے دوست قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔

اہلِ مجاز کی بے چینیاں

اس لیے دیکھ لو کہ لیلاؤں کے چکر میں سب کے سب رومانٹک اور دنیا کے رومانٹک سب بحرِ اٹلانٹک میں غرق ہیں یہ سب ڈنٹ ان اسٹاک یا آوٹ آف اسٹاک ہیں۔ اس مُلّا کی زبان سے انگریزی الفاظ بھی سن لو۔ سارے رومانٹک پریشان ہیں کسی کو بھی چین نہیں ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بحیثیت طبیب اور حکیم ہونے کے آج تک جتنے نوجوان مریض میرے پاس آئے اور کہا کہ نیند نہیں آتی ہے۔ تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا دل کہیں لگتا نہیں ہے نہ کسی کاروبار میں لگتا ہے، نہ اماں ابا کے پاس لگتا ہے ہر

وقت دل گھبراتا ہے۔ میں نے کہا کہیں نہ کہیں آپ کی گاڑی پھنس گئی ہے اب اس پر میرا شعر سُنئے ؎

جی اس کا کیا لگے گا کسی کاروبار میں
دل جس کا پھنس گیا ہو کسی زلفِ یار میں

دِل کے چین کا واحد راستہ

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ہماری یاد ہی سے تمہیں چین ملے گا تمہاری ماں کے پیٹ میں تمہارا دل بنایا ہے اور اس دل کی مشین کا تیل بھی میں نے قرآنِ پاک میں نازل کر دیا کہ جتنا مجھے یاد کرو گے اتنا ہی چین پاؤ گے اور یاد کی دو قسمیں ہیں۔ بعض لوگ بہت تسبیحیں پڑھتے ہیں مگر کسی ٹیڈی کو نہیں چھوڑتے جب نماز کا حکم ہو جائے تو نماز پڑھو' اور جب سڑکوں پر چلو تو اپنی نظر کی حفاظت کرو کسی کی ماں، بہن، بیٹی کو مت دیکھو، پوچھ لو علما حضرات سے کہ یہ قرآنِ پاک کا حکم ہے یا نہیں ؟ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ۱۸، سُورۃ نُور۳۰) یہ آیت تو قرآنِ پاک کی ہے۔

آنکھوں کا زنا

بھائی نظر کی حفاظت کرو اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ماں بیٹیوں کو نہیں دیکھتے ہیں لیکن کافروں کو نہیں چھوڑتے کہ مالِ غنیمت کو کہیں چھوڑا جاتا ہے بھلا بتایئے ذرا علما سے پوچھو کہ یہ مالِ غنیمت ہے جب جہاد ہو رہا ہو اس وقت بھی علما حضرات سے پوچھ کر کام کرو اور سڑکوں پر ان کافر عورتوں سے بھی نظر بچانا ضروری ہے۔

حرمتِ زنا کی ایک عجیب حکمت

ری یونین میں ایک شخص نے پوچھا کہ زنا کیوں حرام ہے؟
میں نے کہا کہ اللہ تعالٰے نے اپنے غلاموں کو زانی ہونے سے بچالیا کیوں کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ حرامی ہوتا ہے یا نہیں، تو کہا کہ اچھا کافروں سے کیوں حرام ہے؟ میں نے کہا کہ کافر عورت سے جب بچہ پیدا ہوگا تو کافر اور ایک دشمن کا اضافہ ہوگا اور دوسرا مقدمہ چلے گا کہ حرامی بھی بنایا نالائق اور میرے دشمنوں کی تعداد بھی بڑھادی کہ ایک کافر اور بڑھادیا دو مقدمے چلیں گے۔

اس لیے میں سچ کہتا ہوں اور چین سے رہنے کا نسخہ پیش کر رہا ہوں کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (پ ۱۳، سورۂ رعد ۲۸) اللہ ہی کی یاد سے چین ملے گا۔

اللہ کی یاد کی دو قسمیں

لیکن یاد کی دو قسمیں ہیں نمبر ایک اللہ تعالٰے کو خوش کرنے والے اعمال کرو اور نمبر دو اللہ تعالٰے کی ناراضگی سے بچو۔ بعض لوگ اعمال رضا تو کرتے ہیں حج و عمرہ خوب کرتے ہیں مگر گناہوں سے نہیں بچتے آپ بتائیے کہ محبت کے حق ہیں یا نہیں ایک محبوب کو خوش رکھنا اور دوسرے اس کو ناراض نہ کرنا۔ ہم نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے بلکہ قرآن پاک سے استدلال بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے دو حق ہیں

عبادت اللہ تعالٰے کی محبّت کا حق ہے

عبادت جیسا کہ آپ اس وقت عشاء کی نماز پڑھیں گے یہ اللہ تعالٰے کی محبّت کا حق ہے۔

گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے

لیکن سڑکوں پر نظر بچانا، جھوٹ نہ بولنا، سودا صحیح تولنا یہ سب کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے اس کی دلیل بھی عجیب ہے ایک دن تلاوت کر رہا تھا کہ دلیل سامنے آگئی مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (پ ۲۹، سورۃ نوح ۱۳) کیا ہو گیا نالائقو کہ تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں کرتے ہو۔ اتنے عظیم الشان مالک کو ناراض کرتے ہو۔

بدایوں یوپی کا ایک شہر تھا جس کو حکیم الاُمت مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ بدایوں ہی تھا۔ محاورہ ہے اُردو کا۔ وہاں ایک شاعر گذرا ہے فانی بدایونی۔ ایک دن اس کی بیوی ناراض ہو گئی اور بولنا چھوڑ دیا تو اس ظالم کا شعر سنو۔ تب پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہمیں کتنا ڈرنا چاہیے! ایک بیوی کی ناراضگی سے ایک ظالم پر دُنیاوی عشق میں کیا اثر مرتب ہوا اور اللہ کی نافرمانی ہم بے تحاشا کرتے ہیں اور نظر اِدھر اُدھر مارتے ہیں مگر ہمارے قلب میں ذرا بھی زخم اور غم نہیں آتا۔ آہ نکلتی ہے ایسے وقت دوستو! دیکھو شاعر فانی بدایونی کیا کہتا ہے کہ میری بیوی آج کل ناراض ہے اس کی تعبیر اس نے کیا کی ہے

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

ساری دُنیا ہی کی نبض ڈوب گئی کیونکہ میری بیوی آج کل ناراض ہے

سُنا آپ نے اپنی ہی نبض کو ظالم کہتا کہ ڈوب گئی تو کچھ بات تھی لیکن کہتا ہے ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات یعنی میری بیوی ذرا سی ناراض ہُوئی تو میری دُنیا تلخ ہوگئی لیکن ظالم نے محبت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔

صحابہ کی شدّتِ محبّت کے آثار

اللہ تعالےٰ بھی اپنے عاشقوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

جن کو مجھ سے صحیح محبت ہے اگر ان سے کوئی گناہ اور خطاء ہو جاتی ہے تو ان پر دو کیفیتیں طاری ہوتی ہیں ایک ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (پ ۱۱، سُورۃ توبہ ۱۱۸) ساری دُنیا ان کو تاریک معلوم ہوتی ہے، زمین ان پر تنگ ہو جاتی ہے، جینے میں مزہ ان کو نہیں ملتا۔ دوسرا وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ (پ ۱۱، سُورۃ توبہ ۱۱۸) اپنی جان سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

گناہوں پر قرار قلّتِ محبّت کی دلیل ہے

اور مَیں دیکھتا ہوں کہ آج بدنظری کے بعد

نہایت شاندار چائے، انڈے اور مکھن چل رہے ہیں ابھی توبہ بھی نہیں کی ہے۔ آپ سوچئے کہ اپنے مالک کو ناراض کر کے، رزاق کو ناراض کر کے اس کا رزق کھانا کیا یہ شرافت ہے؟ حالانکہ اس پر فرض تھا کہ وہ پہلے توبہ کرتا۔ توبہ کر کر کے اپنے مالک کو خوش کر لیتا پھر چائے پیتا اور توبہ بھی کیسی ہو؟ آج کل توبہ ایسی ہے اللہ توبہ، اللہ توبہ، اور دیکھ بھی رہے ہیں عورتوں کو، ایک صاحب لاحول پڑھ کر مجھے دکھا رہے تھے، کہ مولانا لاحول پڑھتے کہ کیا زمانہ آگیا ہے اور کتنی عُریانی ہے، دیکھئے نا کہ ٹانگیں کھلی ہُوئی ہیں اور ہم کو دکھا بھی رہا ہے مَیں نے

کہا کہ بے وقوف یہ کون سی لاحول ہے، یہ لاحول تو تجھ پر لاحول پڑھ رہا ہے۔

قبولِ توبہ کی چار شرائط

اس لیے دوستو! یہ کہتا ہوں کہ توبہ قبول ہونے کی چار شرطیں ہیں جس کو شیخ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔ (جلد ۲، باب الاستغفار صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

شرطِ اوّل: گناہ سے الگ ہو جائے

اس گناہ سے ہٹ جائے یہ نہیں کہ عورتوں کو دیکھ بھی رہے ہیں اور یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے، کے نعرے بھی لگا رہے ہیں بڑے بایزید بسطامی معلوم ہوتے ہیں بابا فرید الدین عطار سے کم نہیں معلوم ہوتے ایسی توبہ قبول نہیں ہے گناہ سے فوراً الگ ہو جاؤ پہلے نظر ہٹاؤ۔ توبہ کی پہلی شرط ہے اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ پہلے گناہ سے الگ ہو جائے تب توبہ قبول ہو گی۔

شرطِ دوم: گناہ پر نادم ہو جائے

اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا نَدِمَ یَنْدَمُ سَمِعَ سے آتا ہے۔ کہ اپنی نالائقی پر ندامت طاری ہو جائے کہ آہ مجھ سے کیوں خطا ہو گئی، رونے لگے، دل میں دکھ آجائے کہ میں نے بڑی غلطی کی، اپنے مالک کو ناراض کر دیا۔

شرطِ سوم: عزم کرے کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا

اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا

اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَدًا۔ پکّا ارادہ کرلے کہ اب اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہے دل سے آواز آتی ہو کہ پھر تم یہی کام کرو گے لیکن آپ دل کا ساتھ چھوڑ دیجئے زبان سے کہہ دیجئے۔ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کی توبہ قبول ہے چاہے بعد میں ٹوٹ جائے پھر توبہ کرو، اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھکتے لیکن اس وقت ارادہ نہ ہو کہ گناہ کریں گے۔ توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو بس۔ یہ تو آپ کرسکتے ہیں کہ یااللہ میرا ارادہ توبہ توڑنے کا نہیں ہے مگر توبہ پر قائم رہنا اور رکھنا اس کی مدد آپ ہی سے مانگتے ہیں۔

شرطِ چہارم: اہلِ حقوق کو مال واپس کرے

اور اگر کسی کا مال لے لیا ہے تو اس کی توبہ کے لیے کیا شرط ہے، وضو خانہ سے کسی کی دو ہزار پونڈ کی گھڑی اُٹھا لی، پھر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردو مگر یہ گھڑی واپس نہیں کروں گا، تو یہ توبہ قبول ہوگی بھئی؟ مال کی توبہ یہی ہے کہ جس کا مال ہو اس کو واپس کرو۔

صحبتِ اہل اللہ کے بغیر کوئی اللہ والا نہیں بن سکتا

تو خیر میں عرض کررہا تھا کہ جب تک کہ ہم صحبتِ اہل اللہ میں نہیں رہیں گے اہل اللہ نہیں بن سکتے۔ آپ بتائیے کہ دیسی آم لنگڑا آم بن سکتا ہے لنگڑے آم کی صحبت کے بغیر؟ قلم جب لگائی جاتی ہے تو دیسی آم لنگڑا آم بنتا ہے اور دیسی دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند لیتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ لنگڑا دل۔

نہیں تگڑا دل بنتا ہے۔ ایسا تگڑا ہوتا ہے کہ پھر اس کی صحبت سے ہزاروں اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں جو لوگ اپنے بزرگوں کے ساتھ رہے ان کی برکت سے پھر دوسرے لوگ بھی ولی اللہ بن گئے۔ اہل اللہ کا صحبت یافتہ خالی ولی اللہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ولی ساز ہوتا ہے' اس کی برکت سے دوسرے لوگ بھی ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے دوستو! میں عرض کرتا ہوں کہ کچھ دن، کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ لو' جہاں مناسبت ہو۔ آپ کہیں گے کہ چالیس دن کی کیا خصوصیت ہے' عادت اللہ یہی ہے کہ جو لوگ اپنے بزرگوں کے پاس چالیس دن رہے کچھ پا گئے زیادہ رہو تو اور زیادہ پاؤ۔

اہل اللہ کی صحبت میں کتنا رہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ ۱۱، سورۃ توبہ ۱۱۹)۔ اللہ والوں اور تقویٰ والوں کے پاس رہو۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے پاس کتنا رہے؟ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ یہ روح المعانی کی عبارت ہے کہ اتنا رہو کہ تم بھی ویسے ہی اللہ والے بن جاؤ، تمہاری آنکھیں بھی گناہوں سے بچنے لگیں اور تمہارے دل میں بھی اللہ کی محبت غالب ہو جائے۔ اتنا رہو اہل اللہ کے پاس۔

صحبتِ متقین میں تسلسل کی اہمیت اور اس کی مثال

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بعض لوگ رہے مگر ایسے رہے کہ تسلسل نہیں تھا۔ کسی اللہ والے کے پاس لندن پہنچ گئے دس دن رہے' پھر لسٹر میں تین دن رہے' آتے گئے چاہے

اس طریقہ سے زندگی میں چالیس دن سے زیادہ ہوجائیں مگر نفع کامل نہ ہوگا کیونکہ تسلسل بھی ضروری ہے۔ اس کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب مثال دی ہے کہ اگر مرغی کے پر کے نیچے انڈا اکیس دن تک مسلسل رہے تو اس میں جان آجاتی ہے لیکن مرغی اگر تین دن لندن کے انڈوں پر بیٹھی رہے اور لسٹر میں آکر پانچ چھ دن دوسرے انڈوں پر بیٹھے اور اس کے بعد باٹلی میں جتنے باٹلی میں انڈے ہوں ان پر جاکر بیٹھ جاتے تو ایک انڈے میں بھی جان نہیں آئے گی تسلسل کی ضرورت ہے کچھ دن مسلسل رہ لو جس کی کم سے کم مدت چالیس دن ہے۔ کیا بھئی آپ کے پاس امریکہ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے تو وقت ہے! بڑے بڑے بزنس کے لیے جاتے ہیں اور ایم ایس ہونے کے لیے اور پی ایم ڈی ہونے کے لیے وقت ہے، اسی طرح طلبائے دین کو دورہ پڑھنے کے لیے وقت ہے تو شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب کے بارے میں کیا آپ کو علم ہے کہ کتنے بڑے ولی اللہ تھے! فرماتے ہیں شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ اے علمائے دین آپ کے علم کی عظمتیں سر آنکھوں پر لیکن مدرسوں سے فارغ ہوکر منبر مت سنبھالو، کچھ دن اللہ والوں کے پاس رہ لو۔

اللہ والوں کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟

اور نفس کو مٹا لو، اخلاص پیدا کر لو

پھر تمہارا سجدہ، سجدہ ہوگا اور تمہارا سجدہ کیسا ہوگا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سجدہ اور اللہ والوں کے سجدہ میں کیا فرق ہے؟

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خُدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

اللہ والے جب سجدہ کرتے ہیں تو دو سو سلطنت سے زیادہ ان کو اس سجدہ میں مزہ آتا ہے۔

اہلُ اللہ کی لذّتِ باطنی

مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مُراد آبادی رحمۃُ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں اور بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے۔ حکیم الامّت تھانوی رحمۃُ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی، سنو! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ نے ہمارا پیار لے لیا، اور فرمایا کہ تلاوت میں اتنا مزہ آتا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو مل جاتے تو کپڑے پھاڑ کے جنگل بھاگ جاؤ اور فرمایا کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی مجھ سے ملنے کے لیے تو میں ان سے کہوں گا کہ بڑی بی! لیکن وہ بڑی نہیں ہوں گی، بُڈھی نہیں ہوں گی آپ سمجھ لیجئے کہ جنت میں سب جوان ہوں گے وہاں ہمیشہ سب جوان رہیں گے مَرد بھی بڈھے نہیں ہوں گے عورتیں بھی بُڈھی نہیں ہوں گی وہاں بڑھاپا آنے کا نہیں؛ کیوں کہ بڑھاپا تو آتا ہے سُورج کی وجہ سے، یہی ظالم ہفتہ بناکر، مہینہ بنا کر سال بنا دیتا ہے کہ ستر سال کا ہو گیا ہے یہ بڈھا، وہاں سُورج ہو گا نہیں؛ لہٰذا بڑھاپا آنے کا نہیں، تو فرمایا کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی تو ان سے کہوں گا کہ بی! قرآن شریف سننا ہو تو بیٹھو ورنہ اپنا راستہ لو، دیکھا آپ نے یہ ان کا حال ہے۔

اللہ والے عاشقِ ذاتِ حق ہیں

اللہ والے جنت بھی جو مانگتے ہیں تو اس لیے مانگتے ہیں کہ جنت آئینہ نعمائے خداوندی ہے۔ وہ جنت کو مقصود نہیں رکھتے ہیں، اللہ کی رضا کو آگے رکھتے ہیں اور یہ حدیث شریف نے ہم کو سبق دیا ہے کہ یہ دُعا کرو کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ اے اللہ ہم آپ کی رضا مانگتے ہیں اور جنت درجہ ثانوی میں مانگتے ہیں۔ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ (احکام حج مؤلفہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ہم آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ درجہ ثانویہ میں ہے، یہ اللہ والوں کے عشق کا مقام ہے۔

عالمِ برزخ میں تین رجسٹر

تو بھئی دیکھو ایک دن دُنیا سے جانا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے اس مجمع میں جس نے کوئی ایسی دوا کھالی ہو کہ اسے موت ہی نہ آئے، تو جب دُنیا سے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تین رجسٹر رکھے ہیں، ایک کافروں کا۔ الحمد للہ کہ ہم سب مسلمان ہیں، دوسرا گنہگار مسلمانوں کا، جو مسلمان ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں اور تیسرا اولیاء اللہ کا ہے جو گناہ چھوڑ کر تقویٰ کی برکت سے ولی اللہ ہو گئے۔ آپ کس رجسٹر میں انٹر ہونا چاہتے ہیں؟ اولیاء اللہ کے رجسٹر میں نا!

مرنے کے بعد گناہ چھوٹنے پر کوئی ثواب نہیں

اس لیے کہ مرنے کے بعد تو کوئی گناہ نہیں کر سکتا، چاہے اسی لڑکی کے پاس سے اس کا جنازہ گذارا جائے

جہاں وہ تاک جھانک کرتا تھا۔ کیا اب کفن سے جھانک سکتا ہے وہ کہ ذرا ٹھہرو بھئی ایک ٹیڈی آگئی ہے بہت خاص ذرا اس کو دیکھ لوں۔ مرنے کے بعد گناہ چھوٹ جائیں گے لیکن اب اس پر کوئی اجر نہیں۔

باوجود قدرت کے ترکِ گناہ کا نام تقویٰ ہے

کیونکہ تقویٰ جب ہے کہ طاقت ہو اور ارادہ کا مالک ہو اور پھر گناہ نہ کرے۔ اب تو مر گیا وہ اب کیا کرے گا۔ مرنے کے بعد تو سب متقی ہو جاتے ہیں مگر وہ متقی نہیں ہے۔ متقی وہ ہے کہ تقاضا گناہ کا ہو طاقت بھی ہو پھر گناہ نہ کرے۔ اب کسی کی آنکھ میں موتیا آجانے اندھا ہو گیا اب کہتا ہے کہ میں تو کسی کو نہیں دیکھتا ہوں یہ اس کا کمال ہے؟ نہیں، جب تک آنکھ تھی روشنی تھی تو ظالم نے ایک کو بھی نہ چھوڑا، اور اب کہتا ہے کہ میں تو بہت متقی ہوں، اب کیا متقی ہے اب تو اس کو دکھائی بھی نہیں دیتا، دیکھنے کی طاقت ہو پھر بھی نہ دیکھتا ہو تب متقی ہے۔ اس پہ میرا ایک شعر ہے ؎

جب آ گئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

دُنیا و آخرت کے امتزاج کی مثال کشتی اور پانی سے

اب عرض کرتا ہوں کہ دُنیا کی محبت کیسے نکلے گی، دُنیا اور آخرت کا امتزاج کیسے حاصل ہو گا کہ دُنیا بھی رہے اور آخرت بھی رہے، مولانا رومی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ جیسے کشتی پانی پر رہتی ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو بتائیے کشتی چلے گی؟ دُنیا اگر نہ ہو تو کیا آپ بغیر کپڑے کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ روٹی نہ ملے تو عبادت کیسے کرو گے؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کو لات مارو۔ تین دن کھانا نہ ملے تو مارنے کے لیے تو لات ہی نہ اُٹھے گی۔ دُنیا بھی ضروری ہے جیسے پانی کشتی کے نیچے ہو اگر پانی کشتی کے اندر گھس جائے تو کشتی چلے گی؟ تو جو دُنیا ہماری آخرت کا ذریعہ ہے اگر دل میں یہ دُنیا کا پانی گھس گیا تو آخرت کی کشتی ڈوب جائے گی۔ اس لیے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے۔

یار غالب جو کہ تا غالب شوی
یار مغلوباں مشو ہیں اے غوی

اللہ کی محبت جن پر غالب ہوگئی ان کی صحبت میں رہو گے تو غالب ہو جاؤ گے۔ جن پر دُنیا غالب ہے ان کے ساتھ دوستی مت رکھو ورنہ تم بھی مغلوب ہو جاؤ گے۔

صحبتِ ناجنس کا اثر

اور اس کا قصہ حضرت نے لکھا ہے کہ نواب واجد علی کے یہاں لکھنؤ میں ایک مرد صاحب عورت بن کر بیگمات کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک دن محل سرا میں سانپ نکل آیا تو عورتوں نے کہا کہ کسی مَرد کو بلاؤ سانپ کو مارے، تو وہ مرد صاحب جو تھے انہوں نے بھی کہا کہ ہاں بھئی کسی مرد کو بلاؤ، تو عورتوں نے کہا کہ جناب آپ بھی تو مَرد ہیں، کہا کہ اچھا واللہ میں بھی مرد ہوں یعنی وہ اپنا مرد ہونا بھی بھول گئے، تو صحبت کا یہ اثر ہوا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جو بھی دُنیا میں

ولی اللہ ہُوا ہے کسی ولی اللہ کی صحبت اور قلم سے ہُوا ہے ؎

قریب جلتے ہُوتے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے
جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت
اک سینہ بہ سینہ ہے اک خانہ بہ خانہ ہے

صحابی کو صحابی اسی لیے کہا گیا ہے کہ انھوں نے صحبت پائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آج کوئی صحابی ہو سکتا ہے؟ سمجھ لیجئے اس بات کو۔

افنائے نفس کی مثال تبدیلِ ماہیت سے

جیسی صورت ہو گی ویسے ہی ہم بن جائیں گے۔ گدھا اگر نمک کی کان میں گر جائے تو بتاؤ کہ نمک بن جائے گا یا نہیں؟ ایک نمک کی کان ہے جہاں نمک ہی نمک ہے کروڑوں ٹن نمک ہے۔ اور ایک گدھا اس میں پھسل گیا، گر گیا تو کچھ دن میں وہ نمک بن جائے گا اس کا پیکیٹ مفتیٔ اعظم بھی کھائے گا، وزیرِ اعظم بھی کھائے گا۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی کھائیں گے کیونکہ اب وہ نمک بن گیا لیکن گدھا نمک کب بنتا ہے؟ جب مر جاتا ہے اگر وہ سانس لیتا رہے گا تو گدھے کا گدھا ہی رہے گا، تو جو لوگ اپنے نفس کو نہیں مٹاتے اللہ والوں کے پاس رہنے کے باوجود بھی نفس کو نہیں مٹاتے سمجھ لو کہ وہ گدھے کے گدھے ہی رہیں گے۔ اپنے نفس کو مٹا دو، ان شاء اللہ پھر جیسا شیخ ہے ویسے ہی آپ ہو جائیں گے بلکہ شیخ سے بھی بڑھ سکتے ہیں، اس کی دلیل سُنئے۔

صحبتِ شیخ ظہورِ صلاحیت کا ذریعہ ہے اور اس کی مثال

حضرت حکیم الاُمّت فرماتے ہیں کہ مُرغی کے پروں میں بطخ کا انڈا رکھ دیجئے۔ بتایئے بطخ مرغی سے افضل ہے یا نہیں؟ افضل ہے اس لیے کہ دریا میں بطخ تیرتی ہے اور مرغی نہیں تیر سکتی، لیکن مُرغی کے پَروں میں بطخ کے انڈے سے بطخ ہی نکلے گا، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجدد ہونے کی صلاحیت اندر موجود تھی لیکن حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے وہ مجدد ہوئے کہ نہیں؟ اگر آپ اپنے کو کچھ سمجھتے ہیں تو سخت غلطی پر ہیں۔ اوّل تو یہ کہ آپ اپنے کو افضل کیوں سمجھیں لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ کے اندر جو بھی صلاحیت ہے، جتنی صلاحیتیں ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں بزرگوں کی برکت سے ظاہر ہو جائیں گی۔

اپنے زمانہ کے اہل اللہ سے استفادہ ضروری ہے

آج کل دروازہ ناپتے ہیں کہ صاحب یہ بڑے پیر نہیں ہیں چھوٹے پیر کنڈم قسم کے پیر ہیں اور ناقابل ریفر نڈم بھی ہیں لہٰذا ان سے کوئی خاص فیض نہیں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اللہ والا ہے اور بزرگوں نے اس کو خلافت دی ہے تو اس سے تعلق قائم کرو، دروازہ کو مت ناپو۔ پیچھے دروازہ میں کون کھڑا ہے اس کو دیکھو دینے والا اللہ ہے اور اولیاء اللہ انتقال کرتے رہتے ہیں دینے والا وہی اللہ ہے جس دروازہ سے چاہو لے لو جو آپ کے لیے آسان ہو، اب کوئی دنیاوی

بیمار ہوتا ہے مثلاً اگر لسٹر میں کوئی بیمار ہو تو آج تک کسی سے سنا ہے کہ بھئی میں تو بہت بڑے حکیم سے علاج کراتا ہوں کیونکہ میں وی آئی پی شخصیت ہوں لہٰذا حکیم اجمل خان جب قبرستان سے اٹھ کر آئیں گے تب علاج کراؤں گا، کوئی ہے ایسا؟ ایسا بے وقوف کوئی نہیں ہوگا کہ بڑے ڈاکٹر کا انتظار کرے جو موجودہ ڈاکٹر ہے اسی کی طرف رجوع کرے گا بس آخرت کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو موجودہ اللہ والے ہیں ان ہی سے جُڑ جاؤ۔

نفع کے لیے مناسبت شرط ہے

اور انہیں سے جڑو کہ جن سے آپ کو مناسبت ہو، مناسبت دیکھ لو، اگر آپ کا بلڈ گروپ ملتا ہے تو فائدہ ہوگا ورنہ نہیں۔ میرا اس پر ایک شعر بھی ہے کہ ؎

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا

عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے رہے ساحل نہ ملا

مناسبت دیکھو کہ دل ملتا ہے یا نہیں، روحانی بلڈ گروپ ملتا ہے یا نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پھر نفع ہوگا۔

شرحِ صدر کی تفسیر زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے

آخر میں آیت کا ترجمہ ایک دفعہ سُن لیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کے سینہ میں ایک نور عطا فرماتے ہیں، سینہ کھول دیتے ہیں، کیا معنی ہیں؟ صحابہ کے اس سوال پر کہ اے اللہ کے رسول! سینہ کیسے کھلتا ہے؟ اس

کے معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے کہ نور یقذف فی الصدر فینشرح له وینفسح (روح المعانی جلد ۲، صفحہ ۲۲) اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتے ہیں اس کے دل میں اپنا ایک نور داخل کرتے ہیں جس سے دین پر عمل کرنا مثلاً نظر بچانا اور تہجد پڑھنا سارے کام اسلام کے آسان ہو جاتے ہیں، اس کا دل بڑا کر دیا جاتا ہے۔ دنیا میں بھی آپ دیکھیں گے کہ جس غریب کے گھر میں کوئی بڑا آدمی گھوڑے پر یا ہاتھی پر بیٹھ کر آئے اور کہے کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں تو غریب کہتا ہے کہ حضور میرا گھر چھوٹا ہے تو کہے گا کہ میں پہلے تمہارا گھر بڑا بناؤں گا پھر ہاتھی پر بیٹھ کر آؤں گا تو اللہ تعالیٰ جس دل کو اپنا گھر بناتا ہے پہلے اس کے دل کو وسیع کر دیتا ہے تاکہ اللہ مع اپنی صفات اور عظمتوں کے اس کے دل میں تجلی خاص نازل فرمائے۔

دل میں نورِ ہدایت داخل ہونے کی علامات

(مشکوٰۃ باب فضل الفقرآ صفحہ ۴۴۶ و روح المعانی جلد ۸، صفحہ ۲۲)

جب حضراتِ صحابہ نے پوچھا کہ جب اللہ سینہ کھولتا ہے تو کیا بات ہوتی ہے، سینہ کیسے کھلتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نورِ ہدایت اس میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔ حضراتِ صحابہ نے پوچھا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ ہمارے دل میں ہدایت کا نور آ گیا ہے؟

پہلی علامت: دُنیا سے کنارہ کش ہو جانا

تو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

نے پہلی علامت یہ بیان فرمائی کہ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ۔ دھوکہ کے گھر سے دل اُچاٹ ہو جاتے دُنیا میں رہے مگر دل لگے نہیں ؎

دُنیا میں ہوں دُنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں

رہے، مگر پانی کی طرح کہ کشتی کے نیچے رہے، کشتی میں نہ گھسنے پائے، دُنیا کی محبّت کا پانی دل میں گھسنے نہ پائے۔

اللہ تعالےٰ کا جو بندہ نورِ ہدایت سے مشرف ہوتا ہے دُنیا میں اس کا دل نہیں لگتا، رہتا تو ہے دُنیا میں مگر سوچتا ہے کہ ایک دن جانا ہے سمجھ لو کہ ایسا شخص آخرت کی تیاری کرلے گا۔

اُس کے دل پر یہ راز کُھل جائے گا کہ دُنیا دھوکہ کا گھر ہے۔

دنیا دھوکہ کا گھر کیوں ہے؟

جو آیت میں نے تلاوت کی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو دارُالغُرور یعنی دھوکہ کا گھر کیوں فرمایا ہے اس کی وجہ کیا ہے لہٰذا اپنی مثنوی شریف میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں ؎

زاں لقب شد خاک را دارُالغُرور
مٹی کی دُنیا کو اللہ نے دھوکہ کا گھر کیوں فرمایا ؎
کو کشد پا را اپس یوم العبور

جب جنازہ قبر میں اترتا ہے تو اس کا کاروبار، اس کی موٹر، اس کے بیوی بچے

، اس کے دوست، اس کے قالین، اس کے موبائل اور ساری نعمتیں سموسے، پاپڑ سب اوپر رہ جاتے ہیں۔ کوئی چیز اندر جاتی ہے بھئی؟ اس لیے اللہ نے اس کا نام رکھا کہ یہ دُنیا دھوکہ کا گھر ہے، آگے پیچھے پھرتی ہے۔ سیٹھ پھولا رہتا ہے ہر وقت موبائل ساتھ۔ آپ کسی کو موبائل کی حالت میں دیکھیں تو کم لوگ ملیں گے جن میں عبدیت اور بندگی ملے گی۔ یوں ٹیڑھے ہو ہو کر اس کو سنتے ہیں اور چلتے بھی رہتے ہیں۔ دوسروں کو دکھاتے بھی ہیں کہ آسٹریلیا سے ابھی فون آیا ہے۔ لیکن موت کے وقت موبائل، ٹیلیفون، کار، بنگلے بیوی بچے سب ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ جو دُنیا آگے پیچھے پھر رہی تھی اچانک لات مار کر قبر میں دھکیل دیتی ہے۔

کوکشد پار اسپس یوم العبور

دنیا دھوکہ کا گھر اس لیے ہے کہ جب ہمارا ڈیپارچر ہوتا ہے اور ہم زمین کے نیچے جاتے ہیں تو دُنیا ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نام دھوکہ کا گھر رکھا اور اللہ کیسا باوفا ہے کہ زمین کے اوپر بھی وہ باوفا ہے اور زمین کے نیچے بھی اپنی وفاداری و رحمت کا ظہور فرماتا ہے کہ اُے میرے پیارے بندے تو نے زمین کے اوپر کبھی مجھے فراموش نہیں کیا، ماں باپ کاروبار اور بال بچوں میں تو مجھے نہیں بھولا۔ اب زمین کے نیچے قبرستان میں اکیلا آیا ہے تو میں تجھے کیسے بھلا دوں، تو نے تو مجھے کثرتِ تعلقات میں بھی فراموش نہیں کیا تو آج تیری تنہائی میں کیسے مَیں تجھے بھلا دوں گا؟

مثنوی رُومی میں دُنیا کے دارالغرور ہونے کی عجیب تمثیل

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے تین مثالوں سے سمجھایا کہ دُنیا دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔ مَیں نے مثنوی کی شرح لکھی ہے۔ الحمد للہ عُلماء میں بہت مقبول ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُنیا دھوکے کا گھر کیوں ہے؟ فرماتے ہیں کہ تین واقعے سے تم ہمیشہ کے لیے دُنیا کی محبت سے پاک ہو جاؤ گے۔

واقعہ نمبر ۱ ۔ ایک مگر مچھ ہوتا ہے کہ اس کا لمبا سا مُنہ ہوتا ہے اس کے دانتوں کے درمیان فاصلے ہوتے ہیں گوشت کھانے کے بعد وہ بیچارہ خلال تو کرتا نہیں۔ لہٰذا جو گوشت اٹک جاتا ہے وہ سڑ جاتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ بھوک کی وجہ سے دریا کے کنارہ آ کر مُنہ کھول دیتا ہے اور جو چڑیا وہاں سے گذرتی ہے تو بیچاری دیکھتی ہے کہ واہ یہ کیڑے تو بہت عمدہ غذا ہیں گویا ٹیلی ویژن چل رہا ہے اور وی سی آر بھی ہے اور بہت سی ننگی فلمیں اندر چل رہی ہیں۔ بس ایک ایک چڑیا بیٹھ کر چونچ سے ان کیڑوں کو کھانے لگتی ہے اور ان کو اس میں اتنا مزہ آتا ہے کہ کیا سموسہ پاپڑ کا مزہ ہو گا پہلے ایک چڑیا بیٹھی دوسری نے کہا کہ اچھا اکیلے مزے اُڑا رہی ہو میں بھی یہی کروں گی۔ گناہ بھی ایسے ہی پھیلتا ہے اب بیس چڑیاں مگر مچھ کے اِس سائیڈ میں اور بیس چڑیاں اُس سائیڈ میں بیٹھ کر خوب چہچہا رہی ہیں کہ آہا کیا مزہ آ رہا ہے وی سی آر کا اور ننگی فلموں کا اور خوب عمدہ غذا کا۔ اب جب مگر مچھ نے دیکھا کہ میرے دونوں سائیڈوں میں بیس چڑیاں اِدھر اور بیس چڑیاں اُدھر آرام

سے بیٹھی ہیں تو اپنے مُنہ کو ایک دم سے ملا لیتا ہے اور چڑیوں کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتی ہیں کہ ارے وہ ٹی وی، وی سی آر کہاں گئے، دُنیا میں وہ ہمارا کاروبار، قالین، موبائل اور وہ پاپڑ اور سموسہ کے دسترخوان سب کہاں گئے؟ تب کہتی ہیں کہ آہ ہم نے بڑی بے وقوفی کی! اس مگرمچھ کا ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ زندہ ہے، یہ ظالم تو منہ کھولے مردہ بنا ہوا تھا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں کہ دُنیا کی زمین کے اُوپر تمہارا کتنا ہی کاروبار چل جائے مرسیڈیز ہو، قالین ہوں، موبائل ہوں، سموسے، پاپڑ اور شامی کباب ہوں لیکن خبردار دُنیا سے دل نہ لگانا۔ دو گز کا مگرمچھ مُنہ کھولے ہُوئے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ سُن لیا بھئی آپ حضرات نے۔ دیکھو بھئی بھولنا مت۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہُوئی، کیونکہ کراچی سے آنا آسان نہیں ہے، ضعف اور عمر کے تقاضے کی وجہ سے۔ تو کتنی ہی شاندار بلڈنگ ہو اور کاروبار ہو اور پونڈ ہو اور پونڈ کی وجہ سے ٹونڈ بھی نکلی ہو لیکن یاد رکھو کہ دو گز کی زمین قبرستان میں ہمارا انتظار کر رہی ہے، زمین مثل مگرمچھ کے مُنہ کھولے ہُوئے انتظار کر رہی ہے کہ دیکھو یہ کب آتے ہیں؟ ہے عبرت ناک واقعہ یا نہیں! بتاؤ چڑیوں کی طرح حماقت نہ کرنا، چہچہانا مت، دُنیا کی حرام لذتوں سے مست نہ ہونا۔ ایک دن زمین مگرمچھ کی طرح مُنہ کھول کر پھر بند کر لے گی اور ہم کتنی من مٹی کے نیچے ہوں گے جیسے مگرمچھ نے مُنہ کو ملا کر چڑیوں کو نگل لیا۔ ایسے ہی زمین بھی قبرستان میں ہم کو اپنے پیٹ میں نگل لے گی۔ دو تین من مٹی ہمارے اوپر پڑنے والی ہے۔ جلد ہی گناہوں کو چھوڑ دو میرے پیارے دوستو! کیوں کہ گناہ بہت خراب چیز ہے۔

ہمیں اللہ کا ولی نہیں بننے دیتی ہے یہی گناہ ہمارے اللہ کا ولی بننے میں حائل ہے۔ ورنہ آج تک نہ جانے ہم کتنے بڑے ولی اللہ بن جاتے!

مثنوی میں دارالغرور کی دوسری تمثیل

اب دوسرا واقعہ سُنئے! ایک شہزادے پر ایک بڑھیا نے جادو کر دیا۔ دیکھا کہ شہزادہ بہت حسین ہے تو اس کو اپنے چکر میں لانے کے لیے بڑھیا نے اس کے اُوپر جادو کر دیا جس سے اس شہزادہ کو اپنی جوان بیوی نہایت بُری معلوم ہوتی تھی حالانکہ وہ ایسی حسین تھی کہ اندھیرے میں اُجالا ہو جاتا تھا مگر جادو کی وجہ سے اس کو وہ جوان بیوی بہت ہی خوف ناک چڑیل معلوم ہوتی تھی اور وہ اسّی ۸۰ سال کی بڑھیا جس کے مُنہ میں دانت بھی نہیں تھے اور گال ایک ایک انچ اندر پچکے ہُوئے تھے ان گالوں کو اپنے ہونٹوں سے اٹھا کر کہتا تھا کہ واہ! واہ! کیا عالمِ شباب طاری ہے! جادو سے خراب چیز اچھی لگتی ہے اور اچھی چیز خراب نظر آتی ہے۔ کئی برس ہو گئے مگر اولاد نہیں ہوئی تو بادشاہ نے وزیروں کو بلایا کہ میں دادا بننا چاہتا ہوں، بیٹے کی شادی کو تین برس ہو گئے لیکن کیا بات ہے کہ دُور دُور تک کوئی اُمید نظر نہیں آتی، تو علماء دین کو بلایا گیا، بزرگانِ دین نے اس کے ہاتھ میں تعویذ رکھ کر پتا لگا لیا کہ شہزادے پر جادو کا اثر ہے۔ تب بادشاہ علماء کے پیر پکڑ کر رونے لگا کہ اللہ والو! ہمارے بیٹے کا جادو اُتار دو۔ انھوں نے کہا کہ ان شاء اللہ اُتر جائے گا۔ قرآن شریف میں اس کا علاج موجود ہے۔ چالیس دن جادو اتارنے کی آیات اور تینوں قل وغیرہ اس کو پڑھ کر پلا دیا، جادو بالکل

اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا جادو ٹھیک ہونے کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا کہ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس کو اب اپنی خوب صورت بیوی اچھی لگے گی حقیقت صحیح واضح ہوجائے گی اور اسی ۸۰ سال کی بڑھیا کو دیکھ کر یہ رونے گا کہ میں نے جوانی کہاں برباد کر دی، اور اس کو قے ہو جائے گی۔ لہٰذا پولیس اور فوج کے ساتھ بادشاہ خود اس بڑھیا کے یہاں گیا۔ جب اس شہزادے نے اس بڑھیا کو دیکھا تو نفرت سے قے ہو گئی اور افسوس کرنے لگا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایسی خراب بڑھیا جس کے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے اس کو میں حسین دیکھتا تھا اور جب اس کی بیوی دکھائی گئی تو وہ رونے لگا کہ آہ! میں نے اس کی قدر نہیں کی۔ جادو کی وجہ سے اس بڑھیا کے ساتھ میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی اور اس سے معافی مانگی اور پیروں پر گر گیا کہ مجھے معاف کر دو۔

حُبِّ دُنیا کے شیطانی جادو کی علامات

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح شیطان بہت بڑا جادوگر ہے جب آنکھوں پر جادو کر دیتا ہے تو دُنیا اچھی لگتی ہے اور اللہ والے بھی اچھے نہیں لگتے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اچھے نہیں لگتے، زنا، شراب، خنزیر سب خبیث چیزیں پھر اس کو اچھی لگنے لگتی ہیں۔ اس لیے دوستو! یہ جادو کیسے اُترے گا؟ اس شہزادے کا جادو جس چیز نے اُتارا اسی سے یہ جادو بھی اترے گا یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہو ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن کے بعد آپ کو اللہ اور رسول سے ایسی محبت معلوم ہو گی اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

میں وہ جمال نظر آئے گا کہ ساری دُنیا نگاہوں سے گر جائے گی اور آپ اللہ پر جان دے کر بھی کہیں گے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جادو اتارنا ضروری ہے یا نہیں؟ ورنہ اسی حالت میں بڑھیا کا گال چوستے چوستے مرجاؤ گے اور جنازہ دفن ہوجائے گا اور بڑھیا کیا ہے؟ یہ دُنیا۔ دُنیا بڑھیا ہے، اللہ اور رسول کے مقابلے میں دُنیا کی کیا حقیقت ہے بتاؤ بھئی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر پوری دُنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا (ترمذی جلد ۲، باب الزھد صفحہ ۵۸) اب ہم لوگ کہاں جارہے ہیں، اسی میں یہ لڑکیاں بھی ہیں کہ یہ بھی مچھر کے پر ہیں قبرستان میں قبر کھول کر دیکھو کہ ان حسینوں کا انجام کیا ہے، کسی کا حُسن نظر نہیں آئے گا۔ زندگی ہی میں ان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور ان کے عاشقین ان سے بھاگتے ہیں مجھے اپنے دو شعر اچانک یاد آگئے ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اُٹھائے ہیں

یہ اس لیے کہتا ہوں کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھنا کہ مُلّا اور صوفی ہونے کے بعد وہ بالکل مخنّث ہوجاتے ہیں۔ اہل اللہ کی طاقت عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے کیوں بھئی! جو گناہ سے بچتا ہے، اس کی طاقت زیادہ نہیں ہوگی؟ اس لیے میں نے بزرگوں کی طرف سے یہ شعر کہا ہے اور دوسرا شعر ہے ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست

یہاں دوست کا لفظ طعنہ ہے، "تاکید الذم بمایشبہ المدح" ہے۔ جب اس کا مُنہ ٹیڑھا ہوگیا، بال سفید ہوگئے" اب وہاں سے بھاگ گئے دوست! اب اس گلی کا رُخ بھی نہیں کرتے ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سُنائے ہیں

پہلے دیوانِ غالب پڑھتے تھے اب دیوان لپیٹا اور ایک دو تین ہو گئے۔ پلٹ کے بھی نہیں آتے۔ جس سے لپٹتے تھے اب ادھر پلٹتے بھی نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ دُنیا فانی ہے دل لگانے کے قابل نہیں۔ یہ جادو ہے۔

دُنیا کا جادو اُتارنے کا طریقہ

اور جادو کیسے اُترے گا بھئی! اللہ والوں کی صحبت میں رہو ان شاء اللہ ان کی برکت سے جادو اُترے گا، پھر خدا سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بڑھ کر کسی کا کلچر اور کسی کا طریقہ پسند نہیں آئے گا۔

دارُالغرور کی تیسری تمثیل

یہ دو واقعے ہوگئے اب ایک تیسرا واقعہ بھی سُن لیجئے اور وہ یہ ہے کہ ایک قلعہ میں ایک بادشاہ رہتا تھا اس نے اپنی فوج کے لیے اور اپنے بچوں اور خاندان کے لیے قلعہ کے اندر کوئی کنواں کھدوایا تھا۔ باہر سے پانچ دریاؤں کا پانی آتا تھا۔ دشمن ملک کے بادشاہ نے سی آئی ڈی کے ذریعہ سے پتہ کرلیا کہ یہ بادشاہ

بے وقوف ہے کہ جس کے قلعے کے اندر کوئی کنواں نہیں ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے لہٰذا اس نے پانچوں دریاؤں پر بند باندھ دیا یہاں تک کہ پانچوں دریاؤں سے پانی آنا بند ہوگیا جب پانی ختم ہونے کے قریب ہوگیا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا ہوگیا؟ وزیر نے کہا کہ جناب ہم تو آپ سے کہتے تھے کہ آپ پانی کا اندر کوئی انتظام کریں لیکن آپ مذاق اُڑاتے تھے کہ اندر کنوئیں کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

آں زماں یک چاہ شورے اندروں
بہ زصد جیحون شیریں از بروں

اگر یہ ظالم بادشاہ انٹرنیشنل احمق اور مونکی اینڈ ڈونکی نہ ہوتا اور اس کے زمانہ میں ایک کھاری کنواں بھی قلعہ کے اندر کھود لیتا تو آج جان بچانے کے لیے سینکڑوں دریاؤں کے میٹھے پانی سے بہتر ہوتا۔

جسمِ خاکی کے قلعہ میں لذت درآمد کرنے والے پانچ دریا

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ بھی سر سے پیر تک ایک قلعہ ہیں جس میں پانچ دریاؤں سے ہمارا دل اندر مزہ امپورٹ کرتا ہے اور دل کو بہلاتا ہے، آنکھوں سے کچھ دیکھ کر لذت حاصل کر رہا ہے اس دریا کا نام دریائے باصرہ ہے، دیکھنے والا دریا، یہ ایسا ہے کہ جو دیکھتا رہتا ہے، دنیا میں کوئی ایسا دریا ہے کہ جو دیکھتا ہو؟ اس کا نام کیا ہے؟ دریائے باصرہ!

کاروبار دیکھتا ہے، بیوی بچے دیکھتا ہے، گاہکوں کو دیکھتا ہے، مرسیڈیز پر چلتا ہے، بیلٹ باندھ کر ریس پی کی طرح سے کار چلاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا دریا کون سا ہے؟ دریائے سامعہ! کان سے گانے سنتا ہے، میموں کی گفتگو سنتا ہے۔ کراچی میں ایک شخص نے کہا کہ یہ بے پردہ عورتیں جو پھر رہی ہیں مولانا! انہوں نے ہماری ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ مَیں نے کہا کہ انہوں نے ناک میں دَم نہیں کیا، تم نے اُن کی دُم میں ناک لگا رکھی ہے، اگر ہم احتیاط سے رہیں اور آنکھوں کو بچا کر رکھیں اور اللہ کا حکم مانیں تو کبھی ہم کو ان کی دُم سے کوئی نقصان نہ ہو۔ جب انہوں نے کہا کہ میری ناک میں دَم کیا ہوا ہے تو مَیں نے کہا کہ آپ کی پریشانی آپ کی خریدی ہوئی ہے۔ یہ بدنظری کا عذاب ہے۔ انہوں نے آپ کی ناک میں دَم نہیں کیا آپ نے اُن کی دُم میں ناک لگائی۔

یہیں پر مَیں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے جانوروں کے کیوں دُم لگائی؟ کیونکہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی عقل نہیں رکھتے تو ایک دُم لٹکا دی۔ اللہ تعالےٰ کو غیرت معلوم ہوئی کہ یہ میری مخلوق ہے اگرچہ جانور سہی لیکن میری مخلوق تو ہے۔ ان کی شرمگاہ کو اللہ نے حیائ پردہ میں کر دیا اور آج کل انسان ہو کر بے پردہ ننگے پھر رہے ہیں۔

ذرا اس کو سوچئے کہ یہ جانور سے بدتر ہیں یا نہیں۔ ایمان لاؤ! ایمان لاؤ! اللہ کے فرمان پر! اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (پ ۹، اعراف ۱۷۹) یہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

تو دو دریا سُنے آپ نے۔ ایک کا نام دریائے باصرہ اور دوسرا

دریائے سامعہ یعنی سننے والا۔ جب بچے ابّو ابّو کہتے ہیں اور بیوی کہتی ہے
او میرے پیا اور میرے میاں اور سرتاج وغیرہ تو کانوں کے ذریعہ یہ دریائے
لذّت دل تک جاتا ہے اور تیسرا دریا ہے سونگھنے کا اور اس کا نام دریائے شامہ
ہے اور اس سے سونگھتے رہتے ہیں اجگر کی طرح۔ ایک بہت بڑا سانپ
ہوتا ہے جو چلتا نہیں ہے اگر دس فٹ کے فاصلہ سے بھی بکرا جا رہا ہو تو
زور سے سانس لیتا ہے اور بکرا اس کے منہ میں چلا جاتا ہے، بہت سے عاشق
ایسے بھی ہیں کہ ناک سے سونگھ کر حرام مزہ لیتے ہیں، تو یہ تین دریا ہوئے
دریائے باصرہ، دریائے سامعہ اور دریائے شامہ اور چوتھا دریا ہے دریائے
ذائقہ، چکھنے والا، بہت سی لذتیں زبان سے چکھ کر حاصل کی جا رہی ہیں حلال
اور حرام کی کوئی فکر نہیں، جانتے ہیں کہ اس کی آمدنی حرام ہے، رشوت اور سُود
لیتا ہے لیکن حرام لقمے نگلتے جا رہے ہیں۔ بریانی کو کیسے چھوڑیں، اس دریا کا
نام دریائے ذائقہ۔ یہ چار دریا تو ہو گئے اور پانچویں دریا کا نام دریائے لامسہ
ہے۔ چھونے سے گالوں پر ہاتھ پھیرنے سے مزہ آتا ہے۔ یہ مزہ کہیں حلال
بھی ہے کہ بیوی کے گال پر ہاتھ لگا لو تو ثواب بھی ملے گا!

موت کے وقت جسمانی لذتوں کا انقطاع اور انسان کی بے کسی

لیکن موت کا فرشتہ جب آتا ہے جن کا نام ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام وہ
پانچوں دریاؤں پر بندھ ڈال دیتے ہیں۔ سیٹھ صاحب زندہ ہیں، ڈاکٹروں
کا فیصلہ ہے کہ ابھی جان ہے لیکن اب آنکھوں سے نظر نہیں آ رہا ہے،

سکرات یعنی موت کی غشی طاری ہے، آنکھیں ہیں دکھائی نہیں پڑ رہا ہے آہ! اکبر الٰہ آبادی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عجیب شاعر تھے تہجد گذار۔ اللہ والے جج تھے، انہیں کا شعر ہے فرماتے ہیں ؎

قضا کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اب دریائے باصرہ ہے مگر نظر نہیں آرہا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں ابّو ذرا مجھے دیکھ تو لو۔ ابو کو نظر ہی نہیں آتا۔ بیوی کہتی ہے کہ ایک نظر مجھے دیکھ لو میرے پیارے شوہر! شوہر صاحب کو کچھ نظر نہیں آتا۔ کان میں بیوی آواز دیتی ہے کچھ سُنائی نہیں دیتا اور زبان پر کباب شامی کی لذّت کا کچھ پتہ نہیں۔ زبان میں ادراک کی خاصیت ختم ہوگئی، اب چکھ نہیں سکتی ذائقہ مفلوج ہوگیا۔ قوت لامسہ بھی ختم۔ اب ہاتھ سے پکڑ نہیں سکتا اور سُونگھنے کی بھی طاقت ختم ہر قسم کی طاقت ختم۔ قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ، قوتِ شامہ سب معطّل ہوگئیں۔

موت کے اندھیروں میں کس چراغ سے نُور ملتا ہے؟

اب اُس وقت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی زندگی میں قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دریا حاصل کرلیا تو جب ان فانی دریاؤں پر بندھ پڑ جائے گا تو دل میں اس وقت اس لافانی دریا کی حلاوت کا احساس ہوگا۔ جب حواسِ خمسہ کی روشنیاں بجھ جائیں گی تو دل میں اللہ تعالیٰ کے نور کی

سرچ لائٹ جل جائے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

باد تندست و چراغ ابترے
زو بگیرانم چراغ دیگرے

اے دُنیا والو! موت کی آندھی تیز چل رہی ہے ؎

موت کی تیز و تند آندھی ہیں
زندگی کے چراغ جلتے ہیں

تو فرماتے ہیں ؎

بادِ تندست و چراغ ابترے

اے دُنیا والو! موت کی آندھی تیز چل رہی ہے اور زندگی کا چراغ بہت کمزور ہے کسی وقت بھی بجھ سکتا ہے ؎

زو بگیرانم چراغ دیگرے

جلدی جلدی نماز روزہ کر کے، قرآن پاک کی تلاوت کر کے اور اللہ والوں کی صحبت سے ایک دوسرا چراغ روح کے اندر جلالو تاکہ جب حواسِ خمسہ کے یہ پانچوں چراغ گل ہوں تو اندر کا چراغ روشن ہو جائے اور آپ کو تنہائی محسوس نہ ہو اور آپ ایک بڑی دولت لے کر جائیں جیسا کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد میں فرماتے تھے کہ اے مغل بادشاہو! جب تم مرو گے تو یہ تاج و سلطنت اور تخت تم سے چھین لیا جائے گا کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈالا جائے گا اور جب ولی اللہ مرے گا، اللہ کے یہاں جائے گا تو فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی محبت کے جواہرات اپنے

ساتھ لے کر جاؤں گا۔

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش

ولی اللہ شاہ دہلوی سینہ میں ایک دل رکھتا ہے جس کے اندر اللہ تعالے کی محبت کے موتی رکھے ہوتے ہیں۔ بتاؤ تم زیادہ مالدار ہو یا۔

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

اے سلاطینِ مغلیہ تم زیادہ رئیس و مالدار ہو یا شاہ ولی اللہ دہلوی مالدار ہے۔ پتہ چلے گا جس وقت روح نکلے گی، تو اللہ والوں کی روح جنہوں نے دُنیا میں خوب اللہ کو یاد کیا اللہ کی محبت کے نور کا دریا لے کر جائے گی۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردِ سا اکثر رہتا ہے

اور اہلِ صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں ایک نور کا دریا بہتا ہے۔ اگر کسی کو اس میں کلام ہو تو بتائے، کیا یہ حقیقت نہیں جو میں نے پیش کی ہے کیا ایک دن یہاں سے جانا نہیں ہے؟ اس دُنیا کا نام دار الغرور اسی لیے رکھا گیا ہے کہ جس کو اپنا گھر سمجھتا ہے اس کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

دوسری علامت: آخرت کی طرف توجہ و انابت

آخرت کو کسی وقت بھی وہ بھولنے نہ پائے یہاں تک کہ اگر آپ چاہیں بھی کہ آج میں اللہ کو بھلا کر ان ٹیڈیوں کو دیکھ لوں تو یہ حال ہو جس کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

ایسی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرما دے۔ احقر کا شعر ہے ؎

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے

اسی کا نام ہے دردِ محبّت

مگر دردِ دل تو اللہ والوں سے ملتا ہے جس سے آج کل ہم مستغنی اور غافل ہیں ایسی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا کر دے کہ بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں پس جس کے دل میں نور ہدایت داخل ہوتا ہے دنیا سے کنارہ کش رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی اُسے ہر وقت رہتی ہے محبت کا کانٹا چبھا رہتا ہے

دردِ محبّتِ الٰہیہ کی عجیب تعبیر

اللہ کی محبت پر میرا ایک شعر ہے: لوگ کہتے ہیں کہ ہر وقت ہم خُدا کو کیسے یاد کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اگر آپ کے کانٹا چبھ جائے تو سموسہ پاپڑ کھاتے وقت میں وہ درد رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نئی شادی کرو اور پہلی ہی رات ہو تو بھی اس کانٹے کے درد کو بھلا سکتے ہو؟ لہٰذا مجھ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی تعریف کرو تو میں نے کہا کہ اس کی تعریف میں ایک شعر پیش کرتا ہوں ؎

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے

اسی کا نام ہے دردِ محبّت

اللہ تعالیٰ اپنی محبّت کا ایسا درد عطا فرمائیں کہ سلاطین کے تخت و تاج بھی نیلام ہوتے ہُوئے نظر آئیں اس کے قلب میں دنیا کے دولت مندوں کے دولت کی کوئی اہمیت نہ ہو، سموسہ اور پاپڑ نعمت سمجھ کر کھالو مگر اس کے لیے جماعت کی نماز نہ چھوڑو اور اس کے لیے اللہ کو مت بھولو نعمتوں کی وجہ سے نعمت دینے

والے کو مت بھولو، نعمتوں پر نعمت دینے والے کی یاد کو غالب کر لینا اسی کا نام تصوف ہے اور یہ تصوف قرآن پاک سے ثابت ہے۔

ذکر کو شکر پر مقدم فرمانے کی حکمت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (پ ۲، سورۃ بقرۃ ۱۵۲) تم ہم کو یاد کرو اطاعت سے ہم تمہیں یاد کریں گے اپنی عنایت سے وَاشْكُرُوْا لِيْ اور شکر بھی کرو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنی یاد کو مقدم کیا اس لیے کہ فَاِنَّ حَاصِلَ الذِّكْرِ یاد کا حاصل کیا ہے اَلْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ نعمت دینے والے کو یاد کرنا، اور وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّكْرِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَةِ اور شکر کا حاصل نعمت میں مشغول ہونا ہے، تو نعمت دینے والے کو یاد کرنا زیادہ افضل ہے یا نہیں؟ (روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۹) بجائے اس کے کہ نعمت کو دیکھ کر نعمت دینے والے کو بھول جاؤ۔ جانِ تصوف اور رُوحِ تصوف یہی ہے کہ ایک لمحہ کو اللہ کو فراموش نہ کرو۔

حق تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کے بعض ضروری اعمال

آخر میں ایک ضروری بات میں عرض کرتا ہوں کہ اپنے گالوں کی کھنچائی مت کرنا یعنی بلیڈ مت مارنا کھینچ کھینچ کر ایک کوٹ، دوسرا کوٹ، آخر میں کھونٹی اکھاڑ کوٹ۔ اس سے احتیاط کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر، فرمانِ عالی شان سمجھ کر آپ لوگ ایک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لیں، تینوں طرف سے ڈاڑھی واجب ہے،

چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے اور بچہ ریش بھی رکھنا واجب ہے اس کا کاٹنا بھی حرام ہے اور ٹخنہ مت چھپاؤ، جو لوگ اس کو چھپا لیتے ہیں اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ جتنا حصّہ ٹخنہ چھپے گا جہنم میں جائے گا اور حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ یہ جو تکبر کی قید ہے یہ قیدِ واقعی ہے احترازی نہیں ہے۔ لہٰذا یہ دو تین مسئلے بھی بتا دیئے اور ناف سے گھٹنے تک چھپانا بھی ضروری ہے انگریزوں کو دیکھ کر آپ لوگوں کو نیکر نہیں پہننا چاہیے کہ جس سے گھٹنے سے اُوپر کا حصّہ نظر آتا ہے۔ انڈیا میں ایک صاحب نے کہا کہ ناف سے گھٹنے تک چھپانا شریعت نے کیوں فرض کیا کیونکہ جو چیز چھپانی ہے وہ تو لنگوٹ سے چھپ جاتی ہے میں نے کہا کہ جہاں فوجی افسران رہتے ہیں وہاں دُور دُور تک کیوں تار گھیر دیتے ہیں حکومت یہ کہتی ہے کہ میرے میجر کو اور میرے کرنل کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے تو شریعت کا یہ احسان ہے کہ اس نے دُور تک پردہ کر دیا تاکہ کسی کو گندے خیالات اور بُرائی اور شہوت کے خیالات نہ آجائیں اور مونچھوں کو اتنا رکھو کہ اُوپر کے لب کا کنارہ نظر آتے۔

تیسری علامت: موت سے پہلے موت کی تیاری

وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ ہر وقت موت کی تیاری رکھے کہ معلوم نہیں کس وقت آجائے؟ موت آتی ہے تو کیا کسی کو بتا کر آتی ہے یا ایمرجنسی میں آتی ہے اس لیے ہمارے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی

بتاؤ بھائی کہ کسی وقت بھی آسکتی ہے یا نہیں؟ کیا جوان نہیں مر رہے ہیں، جوان بھی جارہے ہیں اور بڈھے بھی جارہے ہے اور بچے بھی۔ ناظم آباد کراچی میں ایک دل کا ڈاکٹر مریض کے دل کی حرکت کو شمار کر رہا تھا کہ خود اس کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ دیکھا آپ نے کہ ڈاکٹروں کی ڈاک اور ٹرین بھی فاصلہ ہو جاتا ہے کہ ڈاک کہیں پڑی ہے اور ٹرین کہیں چلا گیا۔ بس اب دُعا کرو۔ اتنی دیر تک میں نے خطیب صاحب کی اجازت سے مضمون پورا کیا ہے ورنہ میں پہلے ہی ختم کر دیتا۔ بس مولانا مجھ کو دُعا بھی دے رہے ہیں آپ لوگ بھی مجھ کو دُعا دے دیں کہو جزاک اللہ۔ دُعا کرو اللہ تعالے عمل کی توفیق دے اور ہم سب کے سینے میں وہ دل داخل کر دے جو اولیا اللہ کو عطا ہوتا ہے۔ اے اللہ! اپنے دوستوں کا دل ہمارے سینوں میں عطا فرما اور جو دل آپ سے غفلت کرے اس کو تبدیل فرما دیجئے۔ اے اللہ! اپنے دردِ محبت کی وہ دولت عطا فرما دے جو آپ اپنے دوستوں کو عطا فرماتے ہیں۔ اولیا اللہ والی زندگی اے خدا اپنے دوستوں کی زندگی اختر کو اور ہم سب کو عطا فرما دے اور میرے بچوں کو بھی آپ کے بچوں کو بھی عطا فرما دے۔ دوستو یہی زندگی اصلی زندگی ہے جو اپنے مالک اور خالق اور پالنے والے پر فدا ہو جائے۔ وہ ظالم زندگی کیا زندگی ہے جو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کے خلاف حرام لذتوں کو چوری چھپے امپورٹ کر رہی ہے! خدائے تعالے اس غلیظ زندگی سے ہم سب کو پاک فرما دے۔ اللہ تعالے ہمیں ایسا ایمان ایسا یقین عطا فرما دے ایسی محبت ہمیں عطا فرما دے کہ ہماری

زندگی اور ہماری اولاد اور ہمارے دوست احباب کی زندگی کی ہر سانس اے خُدا آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ دوستو بتاؤ زندگی کی جو سانس اللہ کے غضب میں اللہ کی نافرمانی میں گذرتی ہے بتاؤ وہ مُبارک سانس ہے یا منحوس؟ جو اپنی زندگی کی ہر سانس کو اپنے اللہ پر فدا کرے اس سے بہتر زندگی کس کی ہوگی۔ اے اللہ! اختر مسافر ہے اور آپ سے بھیک مانگتا ہے مسافر کی دُعا کا وعدہ ہے کہ آپ قبول فرما لیتے ہیں لہٰذا اختر کو بھی اور میرے سب دوستوں کو بھی، جتنے حاضرین ہیں اور جتنے غائبین دوست احباب ہیں سب کو ایمان اور یقین ایسی نسبت ایسی محبت نصیب فرما کہ ہم سب کی زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور آپ کے غضب اور قہر کے اعمال سے حرام خوشیوں کی درآمدات پر، امپورٹنگ پر ہمیں پوری پابندی عائد کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

عارفانہ کلام

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازیٔ عشق

جاں دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

انجامِ حسنِ فانی

دوستو مرنا نہ ان گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر

فنائیتِ حسن و عشق

اُن کا چراغِ حسن بجھا یہ بھی بجھ گئے
بلبل ہے چشمِ نم گلِ افسردہ دیکھ کر

چہرہ کا جغرافیہ بدلنے سے عشقِ فانی کا زوال

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری ہسٹری باقی

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

نزولِ سکینہ بر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اترتی ہے
اس میکدۂ غیب سے کیا جام ملا ہے
ہے دُور مجھ سے دستو دُنیا کے تفکر